www.kitabmart.in

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۴۴

شہید انسانیت

حصہ اول

(دوسرا ایڈیشن)

مصنفہ

سرکار سید العلما مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت ایک روپیہ ۱۹۵۶ء محصول ۲/

www.kitabmart.in

فہرست مضامین شہدائے کربلا

حصہ اوّل

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۳	۱۳	امیہ بن سعد بن زید طائی	۵۳
۲	کربلا کا سب سے پہلا شہید	۵	۱۴	جابر بن حجاج	۵۳
۳	مسلم بن عوسجہ	۶	۱۵	جبلۃ بن علی شیبانی	۵۴
۴	عبداللہ بن عمیر الکلبی	۱۶	۱۶	جنادۃ بن کعب بن حارث	۵۵
۵	منہج بن سہم	۴۰	۱۷	جوین بن مالک بن قیس	۵۵
۶	عمرو بن خالد	۴۲	۱۸	حارث بن امراء القیس بن عابس	
۷	سعد مولی عمرو بن خالد	۴۵		کندی	۵۷
۸	مجمع بن عبداللہ	۴۶	۱۹	حارث بن نبہان	۵۸
۹	عائذ بن مجمع	۴۸	۲۰	حباب بن حارث	۵۸
۱۰	جنادۃ بن حارث سلمانی	۴۸	۲۱	حباب بن عامر بن کعب تیمی	۵۸
۱۱	جندب بن حجر کندی خولانی	۵۰	۲۲	حبشۃ بن قیس النہمی	۵۹
۱۲	ادہم بن امیہ عبدی بصری	۵۲	۲۳	حجاج بن زید سعدی تمیمی	

www.kitabmart.in

امامیہ مشن لکھنؤ کا اڑتالیسواں (۴۸) تبلیغی رسالہ

برائے ایصال
سید محبوب علی
پسران سید
یوسفی پور اناؤ

شہدائے کربلا

حصہ اول

مصنفہ

حضرت حجۃ الاسلام فخر المحققین سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

بار دوم — قیمت ۸؍ — محصول ڈاک ۲؍

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطاہرین

تاریخ اسلام میں واقعۂ کربلا کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس عظیم الشان واقعہ سے متعلق اشخاص کے حالات وخصوصیات زندگی سے معلوم کرنے کا شوق پیدا ہو چنانچہ اسی بنا پر مجھ سے متعدد بار اس ضرورت کا اظہار کیا گیا کہ شہدائے کربلا کے حالات زندگی کے متعلق ایک مستقل تصنیف مرتب کی جائے،

یہ کام بہت مشکل تھا اگر مجھے سہارا دینے کے لیے عربی زبان میں ایک اس طرح کی تصنیف کا نمونہ موجود نہ ہوتا۔

یہ کتاب "ابصار العین فی انصار الحسین" ہے جو عراق کے ایک باخبر وسیع النظر فاضل آقا شیخ محمد سماوی کی تصنیف ہے۔ اگرچہ میں نے اپنی عادت کے مطابق چھان بین کی ہے اور اصل ماخذوں کی طرف رجوع کی ہے چنانچہ جو امر مجھے ماخذوں کے لحاظ سے غیر مستند معلوم ہوا اُسے نظر انداز کر دیا ہے اور بہت سے امور اپنے ذاتی معلومات کے لحاظ سے درج کئے ہیں لیکن بہر حال مجھ کو اس کتاب سے مدد ضرور ملی ہے جس کا تذکرہ نہ کرنا اصول امانت و دیانت کے خلاف ہے اور ناسپاس گذاری کی حیثیت رکھتا ہے۔

www.kitabmart.in

امامیہ مشن کی اڑتالیسویں دینی خدمت

ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ شہدائے کربلا کے حالات کے متعلق کوئی مستند تصنیف موجود ہو جس سے اُن حضرات کی شخصیت اور ان کے خصوصیات کے متعلق روشنی پڑ سکے،

حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور یہ رسالہ تحریر فرمایا، اردو زبان میں یہ پہلی چیز تھی، اس لیے افراد قوم نے اسکی قدر فرمائی، اس کا پہلا ایڈیشن عرصہ ہوا ختم ہو چکا تھا، اب اس کا دوسرا ایڈیشن شایع کیا جا رہا ہے،

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی

آنریری سکریٹری امامیہ مشن

نخاس، لکھنؤ

نومبر سنہ ۱۹۵۶ء

www.kitabmart.in

عراق میں ایک دوسری کتاب بھی اس موضوع پر "ذخیرۃ الدارین" کے نام سے شائع ہوئی ہے لیکن اس میں واقعات کے اخذ کرنے میں اور ماخذوں کے انتخاب میں اعتدال و احتیاط سے کام نہیں لیا گیا ہے، نہ اس کے مصنف جو ایک "حدیث خوان" ذاکر ہیں کوئی ذمہ دارانہ حیثیت ایسی رکھتے ہیں جو لحاظ و اعتماد کے قابل ہو۔

میری ترتیب بھی ابصار العین کی ترتیب سے بالکل مختلف ہے۔ میں اس کو تاریخی اصول پر مرتب کرنا چاہتا ہوں یعنی واقعۂ کربلا میں جو پہلے شہید ہوئے ہیں اُنکے حالات پہلے اور جو بعد شہید ہوئے ان کے حالات بعد، اسی لیئے اس کتاب میں پہلے اصحاب و انصار کا تذکرہ ہو جو بنی ہاشم کے علاوہ تھے اور پھر اعزہ و اقارب کا شہدائے کربلا کی ترتیب میری اس تحقیق کے ماتحت ہوگی جو میں نے "محاربۂ کربلا" میں اسنادِ تاریخی کے ساتھ درج کی ہے۔

www.kitabmart.in

(۱)

کربلا کا سب سے پہلا شہید

عام طور سے اس محل پر حر بن یزید ریاحی کا نام لیا جاتا ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب کی ترتیب بھی اس کی مقتضی ہے اور ارباب مقاتل نے اکثر اسی کی پیروی کی ہے۔ سپہر کاشانی نے ناسخ التواریخ میں بخیال خود طبری کے تتبع میں حر کے پہلے عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت درج کی ہے لیکن یہ دونوں خیال حقیقت سے دور ہیں۔

پہلی غلط فہمی کی بنیاد اور اس کے خلاف حقیقت کی نقاب کشائی میں نے "محاربۂ کربلا" میں تفصیل کے ساتھ کر دی ہے۔ رہ گئی دوسری غلط فہمی اس کی بنیاد صرف اتنے پر ہے کہ طبری نے یسار اور سالم فوج یزیدی کے دو غلاموں کی مبارزطلبی اور عبداللہ بن عمیر کا ان دونوں کو قتل کرنا واقعات جنگ میں سب سے پہلے ذکر کیا ہے لیکن عبداللہ بن عمیر اس موقع پر شہید نہیں ہوئے، وہ ان دونوں سپاہیوں کو قتل کر کے اپنی فوج میں واپس آگئے تھے اور شہید اس کے بعد ہوئے ہیں جس کی تصریح طبری میں درج ہے اور ہم نے "محاربۂ کربلا" میں بھی نقل کی ہے۔ ابن شہر آشوب نے عبداللہ بن عمیر کو حملہ اولیٰ کے مقتولین میں ذکر کیا ہے جو ظہر کے قبل ہوا ہے۔ لطف یہ ہے کہ صاحب ناسخ نے عبداللہ بن عمیر کو مبارزطلبی کے سلسلہ میں پہلا مقتول قرار دینے کے بعد پھر ترتیب شہداء کو صاحب مناقب کے تتبع میں حر کے ساتھ قائم کیا ہے

www.kitabmart.in

اور حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں عبداللہ بن عمیر کے نام کو درج کر دیا ہے۔ یہ صاحب ناسخ کی وہ غیر ذمہ دارانہ کارروائیاں ہیں جن کی نظیریں اس رسالہ میں بہت آئینگی۔

سب سے پہلے شہید کے متعلق حقیقت واقعہ جو کچھ ہے وہ میں نے "محاربہ کربلا" میں بیان کردی ہے اور اُسی کے مطابق یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مسلم بن عوسجہ الاسدی

نام ونسب اور کنیت | مسلم بن عوسجہ بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمۃ الاسدی السعدی۔ کنیت "ابو حجل" (۱)

اوصاف وخصوصیات | ممتاز ومعزز اشراف عرب میں سے، سردارِ قوم، عابد وتہجد گزار تھے (۲) صاحب ابصار العین کی روایت کے مطابق صحابی تھے رسول کی زیارت کی تھی اور شعبی ایسے محدث نے ان سے روایت احادیث کی ہے۔ ان تمام خصوصیات کے ساتھ فارس تھے اور میدان شجاعت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ سنہ ۲۲ھ میں خدیفہ بن الیمان کی سرگردگی میں فوج اسلام نے ایران کے ترکستانی علاقہ "آذربائیجان" کو فتح کیا۔ اس جنگ میں مسلم بن عوسجہ بھی موجود تھے اور انھوں نے اس روز چھ آدمیوں کو مشرکین میں سے قتل کیا تھا (۳)

---

(۱) ابصار العین ص ۶۱ (۲) تنقیح المقال ج ۳ ص ۲۱۵ (۳) تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۴۹

www.kitabmart.in

ایک ملک طاقتور جوان ہونے کے اعتبار سے اگر اُن کی عمر اس وقت بیش برس بھی مانی جائے تو واقعۂ کربلا میں ان کی عمر ساٹھ برس کی قرار پاتی ہے اور اس لیے ان کا شمار مجاہدہٗ کربلا کے سن رسیدہ اور ضعیف العمر اشخاص میں ہے۔

حضرت مسلمؑ کی حمایت اس موقع پر جب جناب مسلم بن عقیل کوفہ میں وارد ہوئے ہیں اور حضرت سید الشہداء کی بیعت اہل کوفہ سے لینا شروع کی ہے تو مسلم بن عوسجہ نے اس خدمت میں نمایاں حصہ لیا اور وہ جناب مسلم بن عقیل کے نمائندہ خاص اور معتمد ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو اس مقصد کے ساتھ متحد کرتے اور امام حسینؑ کی بیعت لیتے تھے۔

چنانچہ ابن زیاد نے کوفہ میں آنے کے بعد جب لوگوں کو جناب مسلم کیطرف سے برگشتہ بنانا شروع کیا اور مسلم مختار بن ابی عبیدہ کے گھر سے رازداری کے ساتھ ہانی بن عروہ کے مکان میں منتقل ہوگئے اور ابن زیاد نے حضرت مسلم کی سراغرسانی کے لیے اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم دیکر مقرر کیا کہ وہ مکر و فریب کے ساتھ مسلم کا پتہ چلائے اور معقل اس فکر میں جامع مسجد میں آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ مسلم بن عوسجہؒ اسدی جو اس وقت اُسی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے مسلم بن عقیل کے نمائندہ خاص ہیں اور ان کی طرف سے حسینؑ بن علی کی بیعت لیتے ہیں، یہ معلوم کرکے وہ مسلم بن عوسجہ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ جب مسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا کہ میں شام کا رہنے والا ذوالکلاع کا غلام ہوں اور خدا کے فضل سے اس خاندان (اہلبیت)

www.kitabmart.in

کے ساتھ محبت رکھتا ہوں مجھے معلوم ہوا کہ اس خاندان میں سے کوئی بزرگ آج کل کوفہ میں آئے ہوئے ہیں اور لوگوں سے رسولخدا کے نواسے کی بیعت لے رہے ہیں مجھے تمنا پیدا ہوئی کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ تین ہزار درہم جو میرے پاس ہیں ان کی خدمت میں نذر کروں۔ مگر اب تک کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھے ان کی خدمت میں پہونچائے یا اُن کا پتہ بتائے۔ ابھی ابھی میں اس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے کچھ مسلمانوں کو آپ کے متعلق یہ کہتے سنا کہ انھیں اس خاندان کے لوگوں سے واقفیت حاصل ہے۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ یہ روپیہ مجھ سے لے لیجئے اور مجھے اُن بزرگ کی خدمت میں لے چلئے کہ میں اُن سے بیعت کروں اور اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس جانے سے پہلے ہیں مجھ سے بیعت لے لیجئے۔

یہ مکارانہ تقریر تھی جس کو صاف دل اور نیک نیت مسلم بن عوسجہ نے حقیقت پر محمول سمجھا اور جواب دیا۔

"مجھے تمھاری ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور مسرت حاصل ہوئی اس بات پر کہ تم اپنی خواہش میں کامیاب ہو اور تمھارے ذریعہ سے اہلبیت رسول کو کچھ تقویت حاصل ہوئے بے شک مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میری کارگزاریاں اس معاملہ میں اس کے نشو ونما پانے کے پہلے ہی تمھارے کانوں تک پہونچیں جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ نہیں ظالم ابن زیاد کو بھی اس کی اطلاع نہ ہو جائے۔

www.kitabmart.in

بہر حال کافی اطمینان اور عہد و پیمان اور رازداری کے وعدوں کے ساتھ مسلم بن عوسجہ نے اقرار کیا کہ میں چند روز میں تمھارے لیے مسلم بن عقیل سے اجازت حاصل کر لوں گا۔ چنانچہ معقل اس کے بعد چند روز تک برابر آتا جاتا رہا یہاں تک کہ مسلم بن عوسجہ کے ساتھ جناب مسلم کے پاس پہونچا اور آخر اسی کی خبر رسانی سے ہانی بن عروہ کے گھر میں مسلم بن عقیل کے فروکش ہونیکی اطلاع ابن زیاد کو پہونچ گئی (۱) جب ہانی بن عروہ گرفتار ہو گئے اور مسلم بن عقیل جنگ پر آمادہ ہوئے اور آپ نے اپنے انصار و اعوان کے لشکر کو فراہم کیا تو اس وقت بھی مسلم بن عوسجہ جناب مسلم کے ساتھ تھے اور جب فوج کی ترتیب ہونے لگی تو قبیلۂ مذحج اور اسد کی سپہ سالاری مسلم بن عوسجہ ہی کے متعلق ہوئی اور پیادوں کے سردار بھی قرار دیئے گئے (۲)

بس اس کے بعد تاریخیں خاموش ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلم بن عقیل کی شہادت کے موقع پر مسلم بن عوسجہ کہاں تھے، میں نے اپنے رسالہ "قاتلان حسین کا مذہب" میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جب مسلم بن عقیل کے ساتھ والی قلیل فوج نے ابن زیاد کے نظم شاہی سامان جنگ کے مقابلہ میں شکست کھائی تو مسلم بن عوسجہ وغیرہ چند دیگر اشخاص نے یہ پورا اندازہ کر لیا کہ اب مسلم کی جان کی حفاظت غیر ممکن ہے۔ اس لیے اب سوال صرف اپنی جان کا ہے کہ اسے بھی قربان کر دیا جائے لیکن جبکہ یہ معلوم ہے کہ فرزند رسولؐ امام حسینؑ کوفہ کی جانب متوجہ ہیں تو یہ جان اُن کے ساتھ اُن کے

---

(۱) طبری ج ۶ صفحہ ۲۰۳ (۲) طبری ج ۶ صفحہ ۲۰۶

www.kitabmart.in

کام کیوں نہ آئے اور اس وقت ممکن ہے ہمارے خدمات کچھ کارآمد بھی ثابت ہوسکیں اس خیال سے ان لوگوں نے پھر مسلم بن عقیل کے ساتھ اپنی جانوں کو وابستہ نہیں رکھا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں اور اپنے قبیلوں میں مخفی ہوگئے اور جب یہ معلوم ہوا کہ امام حسینؑ عراق کے حدود میں آگئے تو یہ کسی طرح نکل کر حسینؑ کے پاس پہونچے۔ بہت ممکن ہے کہ مسلم بن عقیل سے اُن کی علٰحدگی خود حضرت مسلم کے ایما و اشارہ یا کم از کم اجازت سے ہو ورنہ اگر کسی طرح کی بھی بے وفائی اور حضرت مسلم کی امداد میں کوتاہی کا دھبا ان کے دامن پر ہوتا تو کم از کم حضرت سید الشہداء سے کسی طرح کی معذرت اور آپ کا قبول عذر یا خطاب و عتاب تاریخوں کے اندر موجود ملتا۔ یہ بھی بتلانا تاریخ کی رو سے دشوار ہے کہ مسلم بن عوسجہ امام حسینؑ کے پاس آکر کہاں اور کب ملحق ہوئے۔

ابصار العین میں لکھا ہے :-

ان مسلم بن عوسجة بعد ان قبض علی مسلم وھانی وقتلا اختفیٰ مدة ثم فرّ باھله الی الحسین فوافاہ بکربلا وفداہ بنفسه

جب مسلم وہانی گرفتار ہوگئے اور قتل کیے گئے تو مسلم بن عوسجہ ایک مدت تک روپوش رہے پھر کسی طرح اپنے متعلقین سمیت کوفہ سے بھاگ کر امام حسین کے پاس کربلا پہنچے اور اپنی جان فدا کی

امام کا خطبہ اور اس کا جواب

شب عاشور امام نے جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا ہے جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو بیعت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنا چاہا ہے

لہ صفحہ ۶۳

www.kitabmart.in

اور ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو اس لیے کہ ان لوگوں کو جو کچھ کام ہے وہ مجھ سے ہے اور تم لوگوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اسکے جواب میں عزیزوں کے بعد سب سے پہلے مسلم بن عوسجہ اسدی ہی کھڑے ہوئے تھے اور یہ پرجوش، پرخلوص، دل سے نکلے ہوئے الفاظ کہے تھے جو دنیائے تاریخ میں ابتک یادگار ہیں۔

انحن نخلی عنك ولما نعذر الی	کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں بغیر اسکے کہ خدا کے
الله فی اداء حقك اما والله حتی	سامنے جوابدہی کا سامان کر سکیں آپ کے حق کی
اکسر فی صدورهم رمحی و	ادائی میں۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک
اضربهم بسیفی ما ثبت قائمه	کہ میں اُنکے سینوں میں اپنے نیزہ کو توڑ دوں اور انکو
فی یدی ولا افارقك ولولم	میں تلوار سے یا رگا تار ہوں گا جب تک اسکا قبضہ
یکن معی سلاح اقاتلهم به	میرے ہاتھ میں رہے اور میں آپ سے کبھی جدا نہونگا
لقذفتهم بالحجارة دونك	اور اگر میرے پاس ہتھیار نہونگے جن سے جنگ کروں تو
حتی اموت معك (۱)	میں انھیں پتھر ماروں گا آپ کی نصرت میں یہانتک کہ
	آپ ہی کے ساتھ رہ کر مر جاؤں۔

شمر کی گستاخی پر مسلم بن عوسجہ کا غصہ

صبح عاشور جنگ چھڑنے سے پہلے اسوقت جب سید الشہداء نے خندق میں آگ روشن کرائی ہے شمر بن ذی الجوشن گھوڑے پر سوار دوڑے میں غرق خیام حسینی کی طرف سے ہو کر گذرا اور ہر طرف آگ مشتعل دیکھکر

---

(۱) طبری ج ۶ ص ۲۳۹

www.kitabmart.in

اس نے پکار کر آواز دی

یا حسین استعجلت النار فی الدنیا	تم نے آخرت کے پہلے دنیا ہی میں آگ کا
قبل یوم القیامۃ	سامان کر لیا؟

اس موقع پر مسلم بن عوسجہ کا جوش ایمانی تاب نہ لا سکا تھا۔ امام سے عرض کیا بھا اجازت دیجئے میں اسے تیر کا نشانہ بناؤں یہ اس وقت بالکل زد پر ہے۔ مگر امام نے منع کیا اور فرمایا کہ ابتداء جنگ کی میں نہیں کرنا چاہتا (۱)

شہادت اس وقت جب عمرو بن الحجاج نے عمر بن سعد کی فوج کے میمنہ کے ساتھ فرات کی جانب سے فوج امام حسینؑ پر حملہ کیا ہے اور حسینی فوج کے میسرہ نے پامردی سے جنگ کی ہے جس سے دشمن کو پسپا ہونا پڑا، اسی وقت جب دامن غبار کا چاک ہوا تو مسلم بن عوسجہ زمین پر غلطاں نظر آئے امام حسینؑ مسلم کے سرہانے گئے۔ دیکھا کہ ایک رمق حیات باقی ہے حضرت نے فرمایا۔

رحمک ربک یا مسلم بن	خدا اپنی رحمت تمہارے شامل حال کرے ہے
عوسجۃ منھم من قضیٰ نحبہ	مسلم تم چلو۔ عنقریب ہماری بھی نوبت آیا
ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا	چاہتی ہے

اس وقت کا یادگار واقعہ مسلم بن عوسجہ اور حبیب بن مظاہر کا وہ مکالمہ ہے جو میں محاربہ کربلا میں لکھ چکا ہوں۔ حبیب کا جنت کی مبارکباد دینا اور مسلم بن عوسجہ

---

(۱) طبری ج ۶ ص ۲۴۲

www.kitabmart.in

کا خاک وخون میں افتادگی کی حالت میں اس مبارکباد کو خوشی خوشی قبول کر کے دعائے خیر کرنا اور پھر حبیب کا یہ کہنا کہ مجھے دنیا میں رہنا ہوتا تو کہتا کچھ وصیت کر دو۔

اور اس پر مسلم کا یہ کہنا کہ "وصیت جو کچھ ہے وہ یہی ہے کہ ان پر اپنی جان نثار کرنا"

یہ وفا و محبت، استقلال و پامردی، اطمینان وسکون نفس کی وہ مثالیں ہیں جو ان بہادروں پر ختم ہو گئیں۔

طبری نے تصریح کی ہے کہ مسلم بن عوسجہ اصحاب حسینی میں سب سے پہلے مقتول تھے (۱) اس کی تصدیق اس زیارت سے بھی ہوتی ہے جس میں نام بنام شہدائے کربلا پر سلام کیا گیا ہے اور جسے سید بن طاؤس نے ناحیہ مقدسہ کے اسناد کے ساتھ درج کیا ہے اور علامہ مجلسی نے تحفۃ الزائر میں سوتھویں زیارت کے عنوان سے اُسے نقل کیا ہو اس میں مسلم بن عوسجہ پر سلام کرتے ہوئے صاف یہ الفاظ مذکور ہیں۔

کنت اوّل من شری نفسہ و	آپ سب سے پہلے شخص تھے جس نے روز عاشور
اول شہید من شہداء اللہ	اپنی جان کو فروخت کیا اور سب سے پہلے شہید تھے
قضی نحبہ ففزت ورب الکعبۃ	جس نے اپنی جان نثار کی۔ خدا کی قسم
	آپ بڑے درجہ پر فائز ہوئے۔

اس کے برخلاف مناقب ابن شہر آشوب میں عمیر بن عبداللہ مذحجی کے بعد مسلم بن عوسجہ کی مبارزطلبی مذکور ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے یہ رجز پڑھی۔

لہ طبری ج ۶ ص ۲۴۹

www.kitabmart.in

ان تسألوا عنی فانی ذو لبد	اگر مجھے دریافت کرو تو معلوم ہونا چاہیے کہ میں
من فرع قوم فی ذری بنی اسد	ہوں بنی اسد کے قبیلہ میں کا ، جو شخص
فمن بغانا حائد عن الرشد	ہماری مخالفت کرے وہ راہ راست سے
وکافر بدین جبار صمد	منحرف اور خدا کے دین کا منکر ہے۔

اس کے بعد جنگ کی یہاں تک کہ مسلم ضبابی اور عبدالرحمٰن بجلی کے ہاتھ سے شہید ہوئے[1]
اس کو مذکورۂ بالا تاریخ و زیارت کی تصریح کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہیں سمجھتا ہوں۔ قاتل کے نام بے شک طبری کی روایت سے متفق ہیں۔ اس میں بھی ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے قاتل مسلم بن عبداللہ الضبابی اور عبدالرحمٰن بن ابی خشکارۂ بجلی یہ دو شخص تھے۔ زیارت میں عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ کے بجائے عبداللہ بن خشکارہ بجلی ہے

مسلم بن عوسجہ ان چند گنتی کے اصحاب میں سے تھے۔ جو اپنے اہل و عیال کیساتھ خدمت امام میں آئے تھے چنانچہ جب ان کی شہادت کی خبر خیمہ میں پہونچی تو ایک کنیز نے چیخ مار کر کہا " یا ابن عوسجاہ یا سیداہ " اس آواز کو سن کر عمر بن الحجاج کی فوج میں خوشیاں ہونے لگیں کہ ہم نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کیا۔ اس پر شیث بن ربعی کو غصہ آگیا اور اس نے کہا
کیا غضب کی بات ہے کہ مسلم بن عوسجہ کا ایسا آدمی قتل ہو اور تم لوگ خوشیاں

---

[1] مناقب مطبوعہ بمبئی ج ۴ ص۱۰۲

www.kitabmart.in

مناؤ بخدا میں نے خود خدمت اسلام میں اس شخص کے کارنامے دیکھے ہیں۔ آذربائیجان کی جنگ میں میرا چشم دید یہ واقعہ ہے کہ ابھی مسلمانوں کے لشکر کی پوری صف بندی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس بہادر نے چھ آدمی فوج مشرکین کے قتل کر دیئے ایسا آدمی تمھارے ہاتھ سے مارا جائے اور تم خوش ہو؟" [1]

ذاکرین کی زبان سے مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد اُن کے فرزند کی شہادت کا واقعہ گو اکثر ذکر ہوا کرتا ہے۔ اس کا ماخذ تاریخ "روضتہ الاحباب" ہے جس سے صاحب ناسخ نے اس واقعہ کو بایں الفاظ نقل کیا ہے؟

"مسلم را پسری جوان بود چوں پدر را کشتہ دید مانند شیرے شرزہ برد سید حسین علیہ السلام اورا از آہنگ خویش باز داشت و فرمود اے جوان پدرت شہید شد اگر تو نیز کشتہ شوی مادرت دریں بیابان قفر در پناہ کدام کس گریزد پسر مسلم خواست طریق مراجعت سپارد مادرش شتاب زدہ سر راہ بروے گرفت وگفت اے فرزند سلامت نفس ابر نصرت پسر پیغمبر اختیار می کنی ہرگز از تو رضا نخواہم شد پسر مسلم عناں برتافت وحملہ گراں افگند و مادر از قفایش فریاد ہمی کرد کہ اے پسر شاد باش کہ ہم اکنوں از دست ساقی کوثر سیراب خواہی شد و او مردانہ ہمی کوشید تا پس از قتل سی تن از مشرکان شربت شہادت نوشید کوفیاں سر اورا بریدہ بسوئے مادرش افگندند مادر سر او را بر داشت وبوسید وچنداں بگریست

---

[1] طبری ج ۶ ص ۲۴۵

www.kitabmart.in

کہ ہکناں ہمگاں بگریستند"۔ لے

"فرق اتنا ہے کہ ذاکرین اس جوان کو "بچہ" کہتے ہیں اور اتنا اضافہ کرتے ہیں کہ "بچہ نے کہا یہ ہتھیار میرے جسم پر میری ماں ہی نے لگائے ہیں" حقیقت میں یہ پورا واقعہ جنادہ بن کعب خزرجی کے فرزند عمرو بن جنادہ کا ہے جسے غلطی سے مسلم کے فرزند کی طرف منسوب کیا گیا ہے "محاربہ کربلا" میں اس واقعہ کو درج کر چکا ہوں اور اس حصہ میں بھی "جنادہ بن کعب" کے بعد اس شہید کا تذکرہ حوالہ کتاب ہوگا۔

ایسے دھوکے ارباب مقاتل کو بہت ہوئے ہیں جن کا تتبع محتاط ذاکرین بھی بے سمجھے کر لیتے ہیں لیکن تاریخی جستجو ان کا پردہ چاک کر دیتی ہے

کمیت بن زید اسدی نے شہدائے کربلا کے مرثیہ میں مسلم بن عوسجہ کا تذکرہ کمیت کے ساتھ ان لفظوں میں کیا ہے وان ابا حجل قتیل مجحل (یعنی) ابو حجل (مسلم بن عوسجہ) بھی مقتول تھے جو زمین پر غلطاں تھے"۔ ٢ہ

(۱۲)

عبداللہ بن عمیر الکلبی

نام و نسب | عبداللہ بن عمیر بن عباس بن عبد قیس بن علیم بن جناب الکلبی العلیمی ابو وہب سلہ

١٥٩

لہ ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۲۶۵ ٢ہ ابصار العین ص ۳۶ سلہ تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۰۱ ابصار العین

www.kitabmart.in

اس کیفیت کی مطابقت طبری کی اُس روایت سے ہوتی ہے جو عنقریب آنیوالی ہے جس میں اُن کی زوجہ کو "ام وہب" کے نام سے یاد کیا ہے کیونکہ عرب میں قاعدہ تھا کہ فرزند کی ولادت کے ساتھ باپ اور ماں دونوں اس کی طرف منسوب کرکے پکارے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے کوئی فرزند "وہب" نام ہوئے ہوں گے۔

سکونت کوفہ کے رہنے والے تھے۔ طبری کی روایت کے مطابق قبیلہ ہمدان کے "بیر جعد" نام کنویں کے پاس ذاتی مکان میں سکونت رکھتے تھے۔ یہ مقام کوفہ کی گنجان آبادی سے بالکل باہر اُن باغات خرما کے قریب تھا جو "نخیلہ" کے حدود میں تھے۔ اُن کے ساتھ اُنکی رفیقۂ حیات رہتی تھیں جو قبیلۂ نمر بن قاسط میں سے ام وہب بنت عبد کے نام سے یاد کی جاتی تھیں [۱]

اوصاف وخصوصیات اہل سیر کا قول ہے کان بطلا شجاعا شریفا (یعنی) بڑے سورما، بہادر اور شریف انسان تھے۔ شیخ طوسیؒ نے کتاب الرجال میں اُنکا پہلے اصحاب امیرالمومنینؑ میں اور دوبارہ اصحاب امام حسینؑ میں شمار کیا ہے [۲] طبری کی روایت کے مطابق ان کا کوئی خصوصی تعارف حضرت سیدالشہداء کے ساتھ روز عاشور کے قبل ظاہر نہیں ہوتا ممکن ہے کہ ان کا اصحاب حسینؑ میں شمار کیا جانا صرف شہدائے کربلا میں محسوب ہونیکے لحاظ سے ہو۔

حلیہ گندمی رنگ، لانبا قد، مضبوط کلائیاں اور بازو، چوڑی پشت اور سینہ، یہ وہ حلیہ ہے جسے سر سے پیر تک دیکھکر امام حسینؑ نے فرمایا تھا کہ "بہادر اور جنگ آزما جوان معلوم ہوتا ہے"

---

[۱] تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۵ [۲] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۲۰۱

www.kitabmart.in

اور جہاد کی اجازت دی تھی۔

عزم نصرت اُس موقع پر جب کوفہ میں جناب مسلم کی شہادت ہوئی ہے اور ابن زیاد نے قتل امام حسینؑ کی تیاری شروع کی ہے عبداللہ بن عمیر اپنے اس مکان میں تھے جو بئر جعد کے پاس واقع تھا۔ ان کو موجودہ واقعات کی بالکل اطلاع نہ تھی جب امام حسینؑ کربلا میں پہنچ چکے اور ابن زیاد نے اپنا لشکرگاہ "نخیلہ" میں قرار دیا تاکہ وہاں سے فوجوں کو معائنہ کے بعد کربلا کی جانب روانہ کیا جائے تو اس غیر معمولی صورت حال کو عبداللہ بن عمیر نے بھی دیکھا اور لوگوں سے واقعہ کی تحقیق کی۔ انھیں بتلایا گیا کہ یہ فوج رسول کے نواسے، فاطمہ کے فرزند حسینؑ سے جنگ کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔ یہ سننا تھا کہ بہادر عبداللہ کے ایمانی جذبہ میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ مجھے مشرکین سے جہاد کرنے کی حسرت رہی ہے یقیناً ان لوگوں سے جہاد کرنا جو اپنے رسول کے نواسے کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں خدا کے نزدیک مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے سے کم درجہ نہیں رکھتا ہوگا۔ یہ بات دل میں ٹھان کر وہ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور اُسے اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔

پاک عقیدہ اور پُرحوصلہ عورت نے آتش شوق کو اور ہوا دیدی۔ اس نے کہا تم بھی جاؤ اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ چنانچہ رات کے وقت دونوں روانہ ہوئے اور انصار حسینؑ کے ساتھ کربلا میں آکر ملحق ہو گئے۔

جہاد میں سبقت اُس وقت جب فوج عمر بن سعد کی جانب سے تیروں کی بارش ہو چکی جو پیام جنگ کی حیثیت رکھتی تھی یسار اور سالم دونوں زیاد اور ابن زیاد کے غلام میدان

www.kitabmart.in

جنگ میں آکر مبارز طلب ہوئے ان کے مقابلہ کو فوج حسینی سے عبداللہ بن عمیر ہی میدان جنگ میں برآمد ہوئے اور اس طرح سبقت الی الجہاد کے اس خاص امتیاز کو حاصل کر لیا جو واقعۂ کربلا کی تاریخ میں اب تک نمایاں ہے۔

اس جنگ کی پوری تفصیل میں محاربۂ کربلا میں لکھ چکا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اس موقع پر عبداللہ بن عمیر کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں قطع ہو گئی تھیں۔ زخم خوردگی کا غصہ، اور اپنے مقابل دونوں سپاہیوں پر فتح پانے سے جوش شجاعت میں اضافہ ان دونوں سے متاثر ہو کر عبداللہ بن عمیر یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

ان تنکرونی فانا ابن الکلب	حسبی ببیتی فی علیم حسبی
انی امرؤ ذو مرۃ و عصب	و لست بالخوار عند النکب
انی زعیم لک ام وھب	بالطعن فیھم مقدما و الضرب

ضرب غلام مؤمن بالرّب

اس رجز کے آخری تین مصرعوں میں خصوصیت سے "ام وہب" کو مخاطب کیا ہے اور اسے اطمینان دلایا ہے کہ میں بڑھ بڑھ کر نیزے اور تلواریں لگاؤں گا اور جوش ایمانی کے تقاضے کو پورا کروں گا۔

ممکن ہے کہ یہ عرب بہادروں کے عام رسم کی بنا پر ہو کہ وہ اپنے کارناموں کا گواہ اپنی شریک زندگی خواتین کو بنایا کرتے تھے مگر وہب کی زوجہ عام عورتوں کے مثل نہ تھی وہ اپنے سینہ میں شیرانہ دل رکھتی تھی اور دل میں ایمان کی غیر معمولی تڑپ، اسکے ساتھ

www.kitabmart.in

اپنے شوہر سے بے انتہا محبت۔ اس ایمانی جذبہ کا تقاضا تھا کہ اس نے اپنے شوہر کے اس اظہار پر کہ میں نصرت حسینؑ کے لیئے جانا چاہتا ہوں کسی ناگواری کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کی ہمت افزائی کی۔ اور اس محبت کا اثر تھا کہ اس نے شوہر سے علیحدگی گوارا نہیں کی اور یہ کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ممکن ہے اس خواہش میں اسی وقت یہ نیت مضمر ہو کہ وہ بھی شوہر کے ساتھ میدان جنگ میں داد شجاعت دے گی اس وقت تک اپنے قلبی جذبات کو انتہائی بے چینی کے باوجود شاید وہ روکتی رہی ہو اہل حرم اور انکی ہمراہی خواتین کو دیکھکر جو احکام اسلام کے تحت میں میدان جنگ سے کنارہ کشی کے ساتھ خیموں میں ٹھہری ہوئی تھیں اور ہو سکتا ہے کہ اُسے ابھی تک یہ اطلاع بھی نہ ہو کہ اس کا شوہر میدان جنگ میں پہونچ گیا ہے کیونکہ اس نے امام سے رخصت ہونے کے موقع پر خیمہ میں آ کے کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔

محبت کا سمندر طوفانی ہو جاتا ہے اور ضبط و تحمل کے ساتھ روکا ہوا اُلفت کا چشمہ بے پناہ سیلابی طاقت کے ساتھ بہ پڑتا ہے جب اس خاموش جذبہ کو فریق دوم کی جانب سے ذرا چھیڑ دیا جائے۔

عبداللہ بن عمیر کا میدان جنگ میں یہ شعر پڑھنا انی زعیم لک ام وھب الخ جو ایک طرف ولولۂ جنگ کا مظہر ہے۔ دوسری طرف جوش ایمانی کا محرک ہے اور تیسری طرف قلبی واردات اور تعلق روحانی کا ترجمان ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بہادر جری میدان جنگ کی سخت گھڑی میں اپنی شریکۂ حیات کی یاد اپنے دل میں اور انکی تصویر اپنی

www.kitabmart.in

آنکھوں میں لیئے ہوئے ہے اور اسکے ساتھ گویا اپنی شجاعت اور سرفروشی کی داد اسی سے لینا چاہتا ہے۔

بس یہ اسباب تھے جن کی بنا پر ان اشعار نے "اُمّ وہب" کے ضبط و صبر کے لیئے "برق خرمن" کا کام کیا اور وہ بے تحاشا ایک گرز ہاتھ میں لیکر میدان جنگ میں آگئی اور پکار کر کہنے لگی۔

فداک ابی و امی قاتل دون الطیبین ذریۃ محمد

"میرے ماں باپ دونوں تم پر نثار۔ اولادِ رسول کی نصرت میں کوتاہی نہ ہونے پائے

دلیر و غیور عبداللہ کے لیئے یہ منظر انتہائی صبر شکن تھا۔ وہ فوراً زوجہ کے پاس آئے اور چاہا کہ اُسے خیمہ کی طرف پہونچا دیں مگر وہ باتوں میں آنے والی تھی نہیں۔ عبداللہ بن عمیر کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی جس سے دشمن کا خون ٹپک رہا تھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کٹ چکی تھیں جن سے خود لہو جاری تھا پھر بھی انھوں نے کوشش کی کہ اسے زبردستی خیمہ کی طرف واپس کر دیں مگر جوش میں بھری ہوئی خاتون نے اپنے کپڑے عبداللہ کے ہاتھ سے چھڑا لیئے اور کہنے لگی۔

"میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں جبتک تمھارے ساتھ میں بھی قتل نہ ہوں"

امام حسینؑ نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی "خدا تم دونوں کو جزائے خیر دے۔ اے مومنہ عورتوں کے پاس واپس جا اور اُن کے ساتھ بیٹھی رہ کیونکہ عورتوں پر سے جہاد ساقط ہے"

ایمان اور اطاعت امام کا احساس بے پناہ جذبۂ اُلفت پر غالب آیا اور

www.kitabmart.in

وہ خاتون خواتین کے پاس خیمہ میں واپس چلی گئی[۱] اور اس کے بعد عبداللہ بن عمیر بھی صف مجاہدین میں واپس آ گئے،

شہادت ۔ میمنہ والے حملے کے بعد جس میں مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے تھے دوسرا حملہ میسرہ کی طرف سے شمر بن ذی الجوشن کی قیادت میں ہوا۔ اس طرف بھی اصحاب امام حسین نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا۔ عبداللہ بن عمیر نے اس موقع پر کافی جانفشانی کی اور دو سپاہی دشمن کے پھر قتل کئے مگر اس کے بعد وہ ہانی بن ثبیت حضرمی اور بکیر بن حی تیمی کے ہاتھ سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

طبری نے تصریح کی ہے کہ کان القتیل الثانی من اصحاب الحسین
"یہ اصحاب حسینؑ میں دوسرے مقتول تھے"[۲]

اُلفت و وفا کی بیمثال قربانی

شیدائے شوہر خاتون جس نے اپنی زندگی کی تمام دنیا اپنے عزیز جذبۂ ایمانی کی خاطر قربان کردی تھی مگر جو اپنے شوہر کا ساتھ آخر وقت تک دینے کا مضبوط ارادہ بھی ٹھان چکی تھی لیکن پھر اطاعت امام کے فولادی شکنجہ سے مجبور ہو کر اپنے دلی ارادوں کو پیس کر کسی طرح خیمہ میں بیٹھی تھی اب یہ معلوم کر کے کہ اُسکا شوہر ہمیشہ کے لئے اُسے چھوڑ گیا اور کربلا کی گرم زمین پر اپنے بہتے ہوئے خون کی سُرخ چادر اوڑھے موت کی نیند سو رہا ہے پھر بےچین ہو گئی اور اس ارادہ سے نہیں کہ وہ جنگ کریگی یا اپنے شوہر کے خون کا بدلہ لے گی کیونکہ یہ سب باتیں اُسکے ایمان کے نزدیک امام کی مخالفت کے

---

[۱] تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۶ [۲] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹

www.kitabmart.in

بعد اب حکم خدا کے خلاف تھیں جس کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ تھی لیکن صرف اس لئے کہ وہ اپنے شوہر کی لاش سے ایک وداعی ملاقات کرلے میدان میں آئی اور شوہر کے سرہانے بیٹھ گئی، اُس کے چہرہ سے گرد وغبار صاف کرتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ "تمھیں جنت مبارک ہو۔ بہشت کی سیر کرنا مبارک ہو" مگر قسی القلب بے رحم درندہ سیرت، حیوان خصلت انسانوں کو یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ اُن کی معکوس فطرت اُس منظر کو جس کے الفاظ بھی قلب میں رحم وہمدردی کے جذبات پیدا کرتے ہیں آنکھوں سے دیکھکر رحم وہمدردی کی طرف مائل ہونے کے بجائے ظلم وتشدد پر آمادہ ہو گئی اور شمر بن ذی الجوشن نے اپنے غلام کو جس کا نام "رستم" تھا آواز دی کہ اُسکے سر پر گرز لگا دے۔ وہ بڑھا اور اس نے بے قصور عورت کے سر پر گرز لگایا جس سے وہ اُسی جگہ ختم ہو گئی ہے[1]

وہب کی مشہور روایت اور اس کے اصلی ماخذ کا پتہ

یہ ہے عبداللہ بن عمیر کی روایت اُس صورت پر جو تاریخ طبری میں مذکور ہے اور جسے ابصار العین میں درج کیا ہے اور علامہ شیخ عبداللہ مامقانی نے تنقیح المقال میں جسے نقل فرمایا ہے۔

اسے دیکھکر ذاکرین کی اس روایت کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے جو وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت کے متعلق عام طور سے منبروں پر بیان کی جاتی ہے تو بہیں واقعات ملتے جلتے نظر آتے ہیں اور اس لئے ذوق تحقیق مجبور کرتا ہے کہ اس روایت کے ساتھ اس روایت کا معیار نقد وتبصرہ کی مطابقت سے جائزہ لیا جائے جس سے ممکن ہے

---

[1] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۱

www.kitabmart.in

یہ نتیجہ برآمد ہو کہ عبداللہ بن عمیر کلبی اور وہب بن عبداللہ کلبی دو شہید تھے جنکے واقعات کسی حد تک یکساں ہیں یا یہ کہ ان میں کسی ایک کی اصلیت ہے اور دوسرا واقعہ اسی کی تحریفی شکل سے پیدا ہو گیا ہے جس کی بجائے خود کوئی اصلیت نہیں ہے۔

وہب بن عبداللہ کا نام اور ان کی شہادت کا تذکرہ کسی حد تک قدیم معتبر ماخذوں میں سب سے پہلے مناقب ابن شہر آشوب میں نظر آتا ہے لیکن وہ اتنا ہے کہ بریر ہمدانی کی شہادت کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے۔

ثم برز وهب بن عبد الله الكلبي وهو يرتجز	پھر وہب بن عبداللہ الکلبی میدان جنگ میں آئے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔
ان تنكروني فانا ابن الكلبي	اگر تم مجھے نہ پہچانتے ہو تو پہچان لو کہ میں کلبی کا فرزند
سوف تروني وترون ضربي	ہوں ابھی ابھی تم دیکھو گے مجھے اور میرے جنگ و
وحملتي وصولتي في الحرب	جدال کو۔ اور میرے حملوں کو اور جنگ میں میری
ادرك ثاري بعد ثار صحبي	شجاعت کو۔ میں اپنے ساتھیوں کا تم سے بدلہ
وادفع الكرب امام الكرب	لوں گا اور اس میں کامیاب ہونگا۔ اور میں جو
ليس جهادي في الوغا باللعب	مصیبتیں پڑینگی ان کو یکے بعد دیگرے دفع کرونگا میرا جہاد میدان جنگ میں کوئی کھیل نہیں ہے۔
فلم يزل يقاتل حتى قتل منهم	اسکے بعد وہ برابر مصروف کارزار رہے یہانتک کہ
جماعة ثم قال لامه يا اماه ارضيت	ایک جماعت کو فوج دشمن میں سے قتل کیا

www.kitabmart.in

ام لا فقالت ما رضي او تقتل بين يدي الحسين فرجع قائلا	پھر اپنی ماں سے کہا کہ اماں آپ راضی ہوئیں یا نہیں اُس نے کہا کہ میں اُسوقت تک راضی نہ ہونگی جبتک حسینؑ کی نصرت میں تو قتل نہ ہو جائے۔ یہ سنکر وہب پھر میدان میں آئے یہ کہتے ہوئے

انی زعیم لك ام وھب	میں ذمہ دار ہوں تمھارے لیے اے ام وہب
بالطعن فیھم تارۃ والضرب	وہب کی ماں، نیزہ بازی کا ان میں اور شمشیر زنی کا
ضرب غلام موقن بالرب	اسطرح کی شمشیر زنی جو ایک صاحب ایمان ویقین کے
حتی یذوق القوم مرالحرب	شایاں ہے۔ یہانتک کہ تلخی حرب کا مزہ ان لوگوں کو
انی امرؤ ذو مرۃ وعصب	معلوم ہو جائے۔ میں ایک انسان ہوں صاحب قوت
حسبی قتیل من علیم حسبی	وشجاعت۔ کافی ہے میرے حسب ونسب کے لیے اتنا کہ میں قبیلۂ علیم میں سے ایک مقتول ہوں گا۔

فلم یزل یقاتل حتی قتل تسعة عشر فارسا واثنی عشر راجلا ثم قطعت یمینه داخذ اسیرا[1]	وہ برابر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۹ سوار اور بارہ پیادے قتل کیے پھر اُن کا داہنا ہاتھ قطع کر ڈالا گیا اور وہ گرفتار کر لیے گئے

اس میں وہب کی مشہور روایت کے اجزا میں سے صرف ان کی ماں کا تذکرہ اور بیٹے کا ماں سے پوچھنا کہ آپ راضی ہوئیں اور ماں کا کہنا کہ جب تک تو قتل نہیں ہولے گا

---

[1] مناقب جلد ۴ صفحہ ۹

www.kitabmart.in

میں راضی نہ ہونگی اور پھر وہب کے ایک ہاتھ کا قطع ہونا مذکور ہے اس میں نہ وہب کی زوجہ کا ذکر ہے اور نہ رخصت کے وقت اس کا وہب کو روکنا اور نہ ماں کا یہ کہنا کہ عورتوں کی باتوں میں نہ آؤ اور نہ پھر اثنائے جنگ میں زوجہ کا میدان جنگ میں آنا اور وہب کو ترغیب و تحریص کرنا ان تمام باتوں کا اس میں پتہ بھی نہیں ہے۔

اس کے بعد امیر آخوند شاہ ہروی کی تاریخ "روضۃ الصفا" ہماری نظر سے گذرتی ہے اس میں یہ پورا واقعہ حسب ذیل نظر آتا ہے۔

"بعد از واقعۂ بریر مادر وہب بن عبد اللہ الکلبی کہ او را قمری گفتندے پسر خود را گفت اے وہب برخیز و در نصرت فرزند رسول تقصیر جائز مدار وہب گفت یا اماہ ولا اقصر انشاء اللہ در وے باہل نفاق و شقاق آورده رجزی خواند کہ اولش ایں بود"

ان تنکرونی فانا ابن الکلبی سوف ترونی وترون ضربی

و چند کس را کشتہ نزد مادر آمد گفت اے مادر از من راضی ہستی یا نہ مادر گفت تا پیش امام حسین کشتہ نشوی از تو خوشنود نگردم و منکوحۂ وہب گفت ترا بخدا سوگند میدہم کہ مرا بفراق ممتحن نگردانی مادرش گفت اے پسر فرمان زن مبر و با اعدائے دین مقاتلہ کن تا در روز جزا محمد رسول خدا شفیع تو باشد وہب باشارۂ مادر بمیدان مراجعت نمود و حرب آغاز کرد تا آں مخالفان دست چپ او را انداختند وہب پائے در ریاض رضوان نہاد[۱]

---

[۱] روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صفحہ ۵۸

www.kitabmart.in

اس میں مناقب والے واقعہ پر اتنا اضافہ ہے۔ ماں کا نام اس کا بیٹے کو میدان جنگ میں بھیجنا۔ وہب کی زوجہ کا صرف اتنا تذکرہ کہ اس نے جنگ سے واپسی کے موقع پر وہب کو میدان جنگ میں جانے سے روکا لیکن ماں کی ترغیب وتحریص نے اُسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

اُس کے بعد اتنا مناقب کے ساتھ اختلاف ہے کہ وہاں داہنا ہاتھ قطع ہوا تھا اور یہاں بایاں ہاتھ۔ اور وہاں وہب زندہ دشمنوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئے تھے اور یہاں جنگ میں شہید ہوئے،

اب شیخ فخر الدین طریحی نے منتخب میں جو صورت اختیار کی ہو وہ صاحب ناسخ کی زبانی سنیئے اور خود مولف ناسخ التواریخ کے تواریخی اجتہادات سے بھی لطف اُٹھایئے۔ انھوں نے بھی وہب کی شہادت کا تذکرہ بریر ہمدانی کی شہادت کے بعد کیا ہو اور لکھا ہو

"دیگر وہب بن عبداللہ بن حباب الکلبی ساختہ جہاد شد مکشوف باد کہ طریحی در مبارزین یوم طف دو تن وہب در قلم آوردہ نخستین وہب بن وہب گوید النصرانی بود وباتفاق مادر بدست حسین علیہ السلام ایمان آورد و در کربلا شہید شد ودیگر وہب بن عبداللہ اورانیز گوید با مادر وزن حاضر یوم طف بود آنچہ من بندہ تفحص کردم افزون از یک وہب نیافتم وطریحی بعض از واردات احوال وہب را بنام وہب بن وہب و برخی را بنام وہب بن عبداللہ نگاشتہ والعلم عنداللہ بالجملہ وہب بن عبداللہ اسب بمیدان راند وایں رجز برخواند،

www.kitabmart.in

ان تنکرونی فانا ابن الکلب — سوف ترونی وترون ضربی
وحملتی وصولتی فی الحرب — ادرک ثاری بعد صار صحبی
وادفع الکرب امام الکرب — لیس جهادی فی الوغا باللعب

وتاختن کرد بر لشکر کوفه وچند تن از آن گروه را باتیغ درگذرانید وبازشتافت ونبزدیک مادر آمد کہ قمری نام داشت بالیتاد فقال یا اماہ رضیت فقالت ما رضیت او تقتل بین یدی الحسین گفت اے مادر آیا ازمن راضی شدی گفت راضی نشوم جز انیکہ در پیش روے حسین ع کشتہ شوی زن وہب گفت ترا بخدا ندر سوگند میدہم پذیرائے سخن مادر مشو وہشانہ در وہن اژدہا مرد جان خویش را پاس دار در مرا نیز بیوہ مگذار مادر گفت اے فرزند سخن زن را از پس گوش گذار ونصرت حسین ع را است بانیہ اندکہ بے رضائے او ورضائے من از شفاعت جدش برخوردار نتوانی شد چوں از شب زفاف زن وہب تا روز عاشورا افزوں از ہفدہ روز نبود مفارقت شوی بروے دشوار می آمد گفت اے وہب برمن مکشوف است کہ چوں درراہ پیغمبر شہید شوی در بہشت بریں جائے کنی وبا حور العین ہم آغوش باشی ومرا فراموش فرمائی واجب میکند کہ در حضرت امام بامن عہد استوار کنی کہ فردائے قیامت در بہشت خود اجدا ازمن اقامت ننمائی پس ہر دو تن حاضر حضرت شدند زن وہب عرض کرد یا ابن رسول اللہ مرا در حضرت دو مسئلت است نخست آنکہ اینجوان غریب عنقریب بضرب سیف دستان رہسپار باغ جناں است ایں بیکس را درایں بیاباں بغیر یاد ہیچ فریادرس نیست

www.kitabmart.in

مرا با اہل بیت خویش سپاری تا نگراں حال من باشند و دیگر آنکہ چوں وہب درین میدان داہیہ انگیز سر بدہد با حور العین بیک بالین سر نہد امروز ترا بر من گواہ گیرد کہ چوں با حور ہم آغوش شود مرا فراموش نکند حسین علیہ السلام از اصغائے ایں کلمات سخت بگریست و مسألت او را با جابت مقرون داشت و او را مطمئن خاطر ساخت ایں وقت وہب با تمام طرب و طلب بازکارزار شد و آغاز گیر و دار نمود و ایں ارجوزہ بسرود

انی زعیم الشام وہب ۔۔۔ بالطعن فیہم تارۃ و الضرب

ضرب غلام مومن بالرب ۔۔۔ حتی یذیق القوم مر الیہب

انی امرؤ ذو مرۃ و غضب ۔۔۔ ولست بالخوار عند النکب

حسبی الٰہی من علیم حسبی

و چوں پلنگ درندہ و نہنگ دمندہ خویشتن را بر صفوف کوفیاں افگند و از یمین و شمال قتال میداد چندانکہ دوازدہ پیادہ و نوزدہ تن سوار را ہلاک و دمار ساخت ایں وقت مردے از لشکر کوفہ فرصتی بدست کردہ دست راستش را با تیغ از تن باز کرد وہب شمشیر را بدست چپ ماخوذ داشت و پائے از تقدیم جہاد فرو نگذاشت مردے از قبیلہ کندہ تیغ بزد و دست چپش واقع کرد ایں وقت زن وہب عمود خیمہ را بگرفت و بحربگاہ درآمد و گفت اے وہب پدر و مادرم فدائے تو باد چندانکہ توانی رزم می کن و حرم رسول خدائے را از دشمن دفع میدہ وہب گفت اے زن تو آنکس بودی کہ مرا بتقاضا از جنگ بیگماشتی و از جنگ باز

www.kitabmart.in

میداشتی چہ افتاد ترا اکنوں دق الباب مبارزت میکنی و مرا تحریص بجہاد مینمائی گفت من آنگاه دل از جان برکندم و بزندگانی دنیا لگد پائے زدم کہ ندائے حسین علیہ السلام را شنیدم کہ ہمی گفت واغربتاہ وقلۃ ناصراہ واوحدتاہ اما من ذات یذب عنا اما من مجیر یجیرنا آیا کسے ہست کہ دشمن را از ما دفع دہد آیا کسے ہست کہ یار پناہ دہد و اہلبیت در خیمہا بہ ہائے ہائے میگریستند باخود گفتم کہ زندگانی بعد از آل رسول بچہ کار آید عزمیت درست کردم کہ با این قوم رزم زنم تا جان بر سر این کار کنم وہب گفت اے زن باز شو کہ ترا جنگ نفرمودہ اند گفت من روی باز پس نکنم تا با اتفاق تو در خون خویش غوطہ زنم وہب را چوں دست نبود کہ او را باخود رد باد ندان جامہ او را بگرفت و باز داشت زن بیزد کرد و خود را برہانید وہب فریاد برداشت و بحضرت حسین علیہ السلام استغاثت برد فقال الحسین جزیتم من اہل بیت خیرا ارجعی الی النساء رحمک اللہ فیک فانہ لیس علیکن قتال حسین علیہ السلام فرمود از اہل بیت من جزائے خیر بہرہ شما باد بسرا پردۂ زنان مراجعت کن چہ مقاتلت از برائے زنان روا نیست عرض کرد اے مولائے من بگذار تا قتال کنم چہ قتل بر من سہل تر می آید از آنکہ بدست بنی امیہ اسیر باشم آنحضرت فرمود تو با زنان ما بیک حال خواہی زیست و او را بر زبان حفاظت موعظت باز گردانید و از آں سوئے وہب را مطروح و مجروح بخاک افگندند زن وہب بسرعت خود را بر زبر شوہر در افگند و خوں از چہرہ گانش مسح ہمی کرد شمر ذی الجوشن ایں بدید غلام خود را فرمان داد تا گرزے بر سر او فرود آورد

www.kitabmart.in

داورا باشوہر ہم سفر ساخت اودل نیست کہ در سپاہ حسین علیہ السلام شربت شہادت نوشید آنگاہ کوفیان وہب را نبرد ابن سعد آوردند فقال ما اشد صولتک گفت چہ بسیار سخت و صعب است حملہ تو فرمان داد تا سرش را از تن برگرفتند و بہ سپاہ حسین علیہ السلام برانیدند مادر وہب سر فرزند را برگرفت و ببوسید و گفت الحمد للہ الذی بیض وجھی بشہادتک بین یدی ابی عبداللہ ثم قالت الحکم للہ یا امة السوء اشھد ان النصاری فی بیعھا والمجوس فی کنائسھا خیر منکم یعنی سپاس مر خدا کہ روئے مرا بشہادت تو در پیش روئے حسین سفید داشت آنگاہ روئے بکوفیان آورد و گفت اے امت نکوہیدہ گواہی میدہم کہ نصاری در کلیسا و مجوس در کنیسہ بر شما شرف دارند و از روئے خشم سر وہب را بسوئے سپاہ ابن سعد پرتاب کرد از قضا آں سر بر سینہ قاتل وہب آمد و بداں زخم درگذشت آنگاہ عمود خیمہ بگرفت و بہ تاخت و دو تن دیگر بخاک انداخت حسین علیہ السلام او را باز گردانید فقال لھا اجلسی فقد وضع الجھاد من النساء فانک وابنک مع جدی محمد فی الجنة مقر مود جائے نشیں کہ جہاد بر زناں نیست تو و فرزندت وہب با جد من محمدؐ در بہشت بجائے دارند پس مادر وہب باز شد و گفت الٰھی لا تقطع رجائی حسین علیہ السلام فرمود لا یقطع اللہ رجائک یا ام وہب یعنی اے مادر وہب خداوند قطع نکند امید ترا۔

اس روایت میں وہ تمام رنگ آمیزیاں موجود ہیں جو ذاکرین کیلئے رونق مجلس کا

www.kitabmart.in

سرمایہ ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیے کہ صاحب ناسخ کا ماخذ اس روایت کے باب میں طریحی کی کتاب ہے لیکن طریحی نے وہب نام کے دو شہیدوں کا تذکرہ کیا ہے ایک وہب بن وہب جن کے متعلق اُن کا بیان ہے کہ وہ نصرانی تھا اور اپنی ماں کی ہمراہی میں آکر خدمت امام میں شرف اسلام سے ممتاز اور پھر درجۂ شہادت پر فائز ہوا اور دوسرے وہب بن عبداللہ۔ مذکورہ واقعات میں سے بعض انھوں نے وہب بن وہب کے حال میں لکھے ہیں اور بعض وہب بن عبداللہ کے حال میں لیکن یہ صاحب ناسخ کا ذاتی اجتہاد ہے کہ وہ کہتے ہیں تحقیق و جستجو سے مجھے ایک وہب سے زیادہ کا واقعات کربلا میں وجود ثابت نہیں ہوا بہتر لیکن اگر میں ان سے یہ مطالبہ کروں کہ آپ نے ان تمام واقعات کو اس مسلسل روایت کی شکل میں اُسی ایک وہب کی نسبت جن کے وجود کو آپ واقعہ کربلا میں ثابت بتلاتے ہیں کس تاریخی کتاب میں دیکھا ہے تو صاحب ناسخ کے پاس اسکا کوئی جواب نہو گا۔

اب اگر طریحی قابل اعتماد ہیں تو ان کی اس روایت کو قبول کیجئے کہ واقعۂ کربلا میں دو وہب تھے اور ہر ایک کا واقعہ وہی تھا جو انھوں نے تحریر کیا ہے اور اگر وہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو ان کے خیالی دو وہبوں کے واقعات کو جو دوسری تاریخوں میں مندرج نہیں ملتے لیکر اُن کو ایک وہب کے حالات میں سمونے کا کیا حق حاصل ہے ممکن ہے وہ لوگ جو صاحب ناسخ کی محققانہ شان پر ایمان لائے ہوئے ہیں اس سے متعجب ہوں لیکن آپ کو اس کتاب میں قدم قدم پر جو اس طرح کے نمونے نظر آئیں گے

www.kitabmart.in

ان سے آخر میں آپ کو میری طرح اس نتیجہ تک پہونچنا ناگزیر ہو جائے گا کہ ناسخ کو ایک ادنیٰ درجہ کے تحقیق شیوہ مورخ کی بھی حیثیت حاصل نہیں ہے۔

وہ ایک شاہی کتب خانہ کے مہتمم ضرور تھے اس لیئے کتابوں کا ذخیرہ دیکھنے کیلئے کافی موجود تھا اور انھیں مورخ بننے کا شوق تھا اس لیئے انھوں نے لب ولہجہ بیشک محققانہ اختیار کیا ہے۔ روایات میں محاکمہ کیا ہے اور نتیجے بھی نکالے ہیں لیکن اس سب میں اتنی فرو گذاشتیں اور کوتاہیاں نیز غلط اندیشیاں اور خام خیالیاں ہیں جن کی بنا پر انکے تحریرات اس سے زیادہ ناقابل اعتبار بلکہ مزاج ذہنی کے لیے خطرناک ہو گئے ہیں جتنے ایک "مقتل نویس" کے روایات جن کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ گریہ وبکا کے لیئے وہ روایات نقل کر دیئے جائیں جو کتب میں مذکور مندرج ہیں اور اسلئے ہر غث وسمیں اس میں بغیر کسی تصرف کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔

زیر بحث روایت کے سلسلہ میں میں جس نتیجہ تک پہونچا ہوں وہ یہ ہے کہ شہدائے کربلا میں "وہب" نام کسی شہید کا وجود ہی نہیں ہے اور وہب کی روایت جو مشہور ہے اس کی اصل وہی عبداللہ بن عمیر کی روایت ہے جس میں تغیر و تبدیل اور اضافہ وتذئیل کے ساتھ اس روایت کی تشکیل ہو گئی ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ ہوں ذیل کے امور۔

قدیم تاریخ میں جہاں عبداللہ بن عمیر کلبی کی روایت میں مذکور ہے کوئی تذکرہ اور نام ونشان "وہب" کا نہیں ہے۔

www.kitabmart.in

زیارت شہداء جسے سید ابن طاؤس نے ناحیۂ مقدسہ امام عصر کے اسناد سے نقل کیا ہے اور جس میں نام بنام تمام شہداء کو سلام کیا گیا ہے اس میں عبداللہ کا ذکر بایں الفاظ موجود ہے کہ السلام علی عبد اللہ بن عمیر الکلبی لیکن کوئی ذکر اسمیں وہب کا نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمیر کلبی کی روایت میں موجود ہے کہ ان کی کینت "ابو وہب" تھی اور ان کی زوجہ جو اُن کے ساتھ تھی اس کی کینت "ام وہب"

عبداللہ کی روایت میں یہ خود موجود ہے کہ زوجہ عبداللہ میدان جنگ میں آئی اور اس نے شوہر کو ترغیب و تحریص کی۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ کی شہادت کے بعد ان کی زوجہ اُنکی لاش پر آئی اور شمر کے حکم سے قتل کی گئی۔

عبداللہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اُنگلیاں قطع ہو گئی تھیں

وہب بن عبداللہ کلبی کی روایت کے ابتدائی خاکہ میں جو "قرون وسطیٰ" یعنی ساتویں آٹھویں صدی ہجری میں نظر آیا ہے اور جسے ہم نے مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیا ہے۔ وہب کے ساتھ ان کی زوجہ کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ماں کا ذکر ہے۔

وہب کی جو رجز مذکور ہے وہ کچھ مصرعوں کے اضافہ کے ساتھ وہی ہے جو تاریخ طبری وغیرہ میں عبداللہ بن عمیر کی رجز ذکر کی گئی ہے عبداللہ کی رجز جو طبری میں ہے حسب ذیل ہے

www.kitabmart.in

ان تنکرونی فانا ابن کلب　　حسبی بیتی فی علیم حسبی
انی امرؤ ذو مرۃ وعصب　　ولست بالخوار عند النکب
انی زعیم لک ام وھب　　بالطعن فیھم مقدما والضرب
ضرب غلام مؤمن بالرب

اور وہب کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اُنھوں نے پہلے یہ رجز پڑھی۔

ان تنکرونی فانا ابن الکلبی　　سوف ترونی وترون ضربی
وحملتی وصولتی فی الحرب　　ادرک ثاری بعد ثار صحبی
وادفع الکرب امام الکرب　　لیس جہادی فی الوغا باللعب

اور پھر جب ان کی ماں نے دوبارہ یہ کہکر بھیجا کہ اپنی جان فرزند رسول پر نثار کردو تو انھوں نے یہ رجز پڑھی۔

انی زعیم لک ام وھب　　بالطعن فیھم تارۃ والضرب
ضرب غلام مؤمن بالرب　　حتی یذوق القوم مر الحرب
انی امرؤ ذو مرۃ وعصب　　حسبی قتیل من علیم حسبی

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہب کا داہنا ہاتھ قلم ہوا۔

جب نوبت فارسی اہل قلم تک پہونچی جن میں اکثر لوگوں کو روایات میں تصرف کا خاص ملکہ حاصل ہے تو روضۃ الصفا خاوندشاہی میں اس روایت کے اندر جو مناقب ابن شہرآشوب میں تھی اتنا اضافہ ہوگیا کہ مادر وہب کا نام "قمر" تھا اور نیز یہ کہ وہب کی کوئی زوجہ

www.kitabmart.in

بھی تھی جو اُسے میدان جنگ میں جانے سے روک رہی تھی۔ اس میں اتنا تصرف اور بھی ہوا کہ بجائے داہنے ہاتھ کے وہب کا بایاں ہاتھ قلم کیا گیا۔

آخری زمانہ کے ارباب مقاتل تک آتے آتے روایت میں طول پیدا ہوا اور صاحب ناسخ کے عہد سے وہ اس شکل میں آگئی جو اس وقت مشہور ہے۔ اب ماں کے مکالموں کے ساتھ زوجۂ وہب کا صرف نام نہیں بلکہ یہ بھی آگیا کہ وہ میدان جنگ میں نکلی بھی اور اس نے شوہر کو ترغیب و تحریص کی اور یہ بھی کہ شوہر کے بعد وہ اس کی لاش پر آئی اور قتل ہوئی۔ اس کے علاوہ وہب کے داہنے اور بائیں دونوں ہاتھ قطع ہوئے اور وہ قید ہوئے پھر شہید کیے گئے۔

مذکورہ امور کو دیکھتے ہوئے میرے نزدیک ایک سلجھا ہوا دماغ اس نتیجہ تک پہونچتا ہے کہ سب سے پہلے وہب والی روایت جسے مناقب نے درج کیا ہے راوی کے بھول چوک یا کاتب کی غلطی سے عالم وجود میں آئی اس طرح کہ عبداللہ بن عمیر کی کنیت "ابو وہب" تھی۔ شہید کا نام اس طرح لکھا گیا ہے کہ ابو وہب عبداللہ الکلبی۔ اتفاق سے نسخہ کی غلطی سے "ابو" کی لفظ ساقط ہو گئی۔ اب رہ گیا "وہب عبداللہ"۔ بعد کے خوش فہم کاتبوں نے دیکھا کہ اس کے کوئی معنی نہیں۔ انھوں نے درمیان میں "ابن" کے لفظ کا اضافہ کر دیا۔ ہو گیا "وہب بن عبداللہ"۔ یا کسی خوش حافظہ راوی کو ابو وہب کنیت کے بجائے وہب بن عبداللہ یاد رہ گیا۔ اتفاق سے وہ عورت جس کا تذکرہ روایت میں تھا اس کی

www.kitabmart.in

کنیت "ابو وہب" بھولنے کے قابل نہ تھی کیونکہ وہ رجز میں بصورت نظم موجود تھی
(انی زعیم لک ام وھب) لیکن شہید کے "وہب" نام ہونے کی صورت
میں "ام وہب" اس کی زوجہ نہیں قرار دی جا سکتی تھی لہذا اسے زوجہ کے بجائے
ماں قرار دیا گیا اور (انی زعیم لک ام وھب) کے الفاظ کے بامحل ہونے کے لیے
ماں کے ترغیب و تحریص کی ضرورت پیش آئی ہاتھ کی انگلیاں قطع ہونے سے ہاتھ کٹنے
کی تعبیر پیدا ہوئی اور وہ روایت اس صورت میں آگئی جو "مناقب" میں درج ہے۔

روضۃ الصفا کے راوی کو مناقب والی روایت کی موجودگی میں کچھ کچھ طبری کی
روایت بھی یاد تھی جس میں صاف اس شہید کی نسبت جس کے متعلق یہ روایت ہے
زوجہ کا ساتھ ہونا مذکور ہے اس لیے اس نے مناقب والی روایت کے اندر ہی زوجہ
کے ذکر کا اضافہ کیا اور اب ایک عورت کے بجائے دو عورتیں ہو گئیں، ماں اور
زوجہ "ام وہب" نام عورت کی نسبت اس نے یہ بھی لکھا دیکھا ہے کہ وہ "نمر" قبیلہ سے
تھی ممکن ہے "نمر" کو کاتب نے کچھ اس طرح لکھا ہو کہ "قمر" پڑھا گیا اس لیے اس نے
لکھ دیا کہ اس کا نام "قمر" تھا۔ لیکن عربی ذوق رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ نام عرب کی
عورتوں کے ناموں سے جو اس زمانہ میں ہوا کرتے تھے کس درجہ اجنبیت رکھتا ہے۔

صاحب ناسخ نے اس کا نام "قمری" لکھا ہے۔ یہ میرے خیال کی تقویت کرتا ہے
بظاہر کسی فارسی عبارت میں یوں لکھا ہوگا کہ "آں زن "نمری" بود" یہ نمری کا نسبت ہے
نمر بن قاسط کی طرف جس کے قبیلہ سے یہ عورت تھی لیکن "نمری" سے "قمری" ہو گیا

www.kitabmart.in

اور وہ نام قرار دیدیا گیا۔ اگرچہ صاحب ناسخ نے "قمری" پر حاشیہ لکھا ہے کہ "قمری بروزن مادی" لیکن یہ بھی نام عربی ذوق سے کوسوں دور ہے۔

مناقب کی روایت میں تھا کہ داہنا ہاتھ قطع ہوا۔ لیکن اس ہاتھ کٹنے کی بنیاد انگلیاں قطع ہونے پر تھی۔ اسے روضۃ الصفا کا راوی بھی سمجھا لیکن انگلیاں کٹنے کے سلسلہ میں طبری کی روایت میں صاف یہ تھا کہ (اطار اصابع کفہ الیسری) یعنی اُن کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں قطع ہو گئیں، اس لیئے روضۃ الصفا نے داہنے ہاتھ کے بجائے یہ لکھا کہ "دست چپ اورا انداختند"

اس کے بعد جس وقت نوبت صاحب ناسخ تک پہونچی تو اتنے زمانہ میں ایک طرف عبداللہ بن عمیر کی پوری روایت جو طبری میں تھی " وہب " کی روایت میں جو مناقب کے اندر تھی سموئی جا چکی تھی اس لیئے زوجہ کا میدان جنگ میں آنا اور ترغیب و تحریص کرنا نیز زوجہ کا لاش پر آنا اور قتل ہونا جس کا وہب کی روایت میں پہلے پتہ بھی نہ تھا وہ سب وہب کی روایت میں داخل ہو گیا اور دوسری طرف ناسخ نے طبری کی دو روایتوں کو جو وہب بن وہب اور وہب بن عبداللہ کے نام سے تھیں ایک دوسرے میں سمو دیا جس سے وہ پوری روایت تیار ہو گئی جو اس کے پہلے موجود نہ تھی۔

پہلی ہی آمیزش کا یہ نتیجہ بھی ہوا کہ مناقب کے رو سے داہنا ہاتھ اور روضۃ الصفا کے رو سے بایاں ہاتھ یہ دونوں جمع ہو گئے اور اس روایت میں عبداللہ بن عمیر کے داہنے اور بائیں دونوں ہی ہاتھ قطع کر ڈالے گئے۔

www.kitabmart.in

میری اس رائے کو کہ "وہب" کی شہادت کی کوئی اصلیت نہیں ہے اور جو کچھ ہے وہ عبداللہ بن عمیر کی شہادت، اس سے بھی تقویت حاصل ہوتی ہے کہ اگر وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت کو بھی کربلا میں تسلیم کیا جائے جیسا کہ مناقب وغیرہ کی روایت پر ایمان لانے کا تقاضہ ہے اور عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت کو بھی تسلیم کیا جائے جیسا کہ طبری کی روایت کا تقاضا ہے اور زیارت کی تصریح ہے اور خود مناقب میں بھی بسلسلۂ شہداء ان کا نام موجود ہے اگرچہ انھیں "حملۂ اولی" کے شہداء میں قرار دیا گیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں شہید باہم باپ اور بیٹے کا رشتہ رکھتے تھے۔ اس کے لیے تاریخ وروایت میں یہ ضرور مذکور ہونا چاہیے تھا کہ عبداللہ بن عمیر کے ساتھ ان کے فرزند وہب بھی تھے جو شہید ہوئے یا وہب کے ساتھ ان کے باپ عبداللہ بھی تھے جو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لیکن تاریخ میں کوئی اشارہ اس طرح کا موجود نہیں

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے اجنبیت رکھتے ہیں کیونکہ وہب کی جو روایت ہے اس میں بھی ان کے رجز میں ہے حسبی قتیل من علیم حسبی اور عبداللہ بن عمیر کے رجز میں بھی ہے حسبی بیتی فی علیم حسبی اس سے ظاہر ہے کہ دونوں "علیم بن جناب" کے گھرانے کے ہیں۔ نیز اس سے بھی باپ بیٹا ہونا ظاہر ہے کہ ام وہب عبداللہ عمیر کی زوجہ ہے اور وہب کی ماں۔ نیز اس لیے کہ عبداللہ کی کنیت ابو وہب تھی۔

عبداللہ بن عمیر کے بارے میں صاحب ناسخ کے قلم کی بدحواسیاں انتہائی پرلطف

www.kitabmart.in

ہیں۔ انھوں نے سب سے پہلے عبداللہ بن عمیر کلبی کو مقتول اول قرار دیا ہے اور طبری والی پوری روایت درج کی ہے حالانکہ طبری میں ان کے مقتول اول ہونے کا جز نہیں ہے۔ بیشک وہ مجاہد اول ہیں لیکن قتل وہ پہلے نہیں ہوئے ہیں اس کے بعد پھر انھوں نے عبداللہ بن عمیر کو صاحب مناقب کا حوالہ دیتے ہوئے حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں ذکر کیا ہے اور تیسری بار ان شہداء کے تذکرہ میں جنھیں مورخین و محدثین میں سے کسی نے بھی اپنی مصنفات میں ذکر نہیں کیا ہے اور صرف "زیارت شہداء" میں ان کا نام آیا ہے درج کیا ہے۔ کیا اتنا اضطراب بیان کسی مورخ کے شایان شان ہے؟

(۳)

منجح بن سہم

خاندان رسالت کے ساتھ علاوہ محبت و ایمان کی غلامی کے بندگی کی حیثیت سے بھی رشتۂ غلامی رکھتے تھے۔ شیخ الطائفہ نے کتاب الرجال میں اصحاب امام حسینؑ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضرت کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ حسینیہ حضرت امام حسینؑ کی کنیز تھی جسے حضرت نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے خرید فرمایا تھا حضرت نے اس کی شادی "سہم" کے ساتھ کر دی جس سے منجح کی ولادت ہوئی اور اس اعتبار سے منجح امام حسینؑ کے غلام تھے۔ یہ کنیز سید سجاد امام زین العابدینؑ کے گھر میں خدمت کرتی

www.kitabmart.in

تھی جب حضرت سید الشہداء عراق کی طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے فرزند منجح سمیت حضرت کے ہمراہ تھی۔ اس روایت کو علامہ شیخ عبداللہ مامقانی طاب ثراہ نے اپنی کتاب "تنقیح المقال فی علم الرجال" میں درج کیا ہے۔

فاضل سماوی کا بیان اس کے خلاف ہے وہ لکھتے ہیں کہ منجح امام حسنؑ کا غلام تھا اور وہ کربلا میں حضرت امام حسنؑ کی اولاد کے ساتھ آیا تھا۔[۱]

بہر حال اس میں کوئی شبہ نہیں کہ منجح کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ زیارت شہداء میں جو ناحیۂ مقدسہ کی طرف نسبت رکھتی ہے اُن پر یہی الفاظ سلام موجود ہے کہ السلام علیٰ منجح مولی الحسین بن علی علیہ السلام

یہ نسخہ زیارت کا اگر صحیح ہے تو وہ پہلی روایت کا مؤید ہے۔

کربلا میں ان کی شہادت اوائل جنگ کے واقعات میں سے حملۂ اولیٰ کے پہلے ہے۔ حدیقۂ وردیہ کے مصنف نے اُن کے قاتل کا نام حسان بن بکر حنظلی لکھا ہے۔

صاحب ناسخ نے ان کا نام ان شہداء میں درج کیا ہے جن کا تذکرہ سوا ناسخ کے متقدمین کسی نے نہیں کیا ہے اور بس اُنکا نام زیارت شہداء میں وارد ہوا ہے[۳] لیکن ہمارے گذشتہ بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ناسخ کا یہ اظہار درست نہیں ہے

---

[۱] مطبوعہ نجف ج ۳ صفحہ ۲۴۷ [۲] ابصار العین صفحہ ۵۴ [۳] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹

www.kitabmart.in

(۱۴)

عمرو بن خالد

نام ونسب عمرو بن خالد بن حکیم بن حزام الاسدی الصیداوی[۱]

ابتدائی واقعات یہ کوفہ کے اشراف میں سے اور اہلبیت کے بڑے سچے محب تھے۔ شروع میں جناب مسلم کے ساتھ نصرت کے لیئے کھڑے ہونے۔ جب اہل کوفہ نے بالکل ساتھ چھوڑ دیا اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو مثل دوسرے افراد شیعہ کے یہ بھی روپوش ہو گئے یہاں تک کہ امام حسینؑ عراق کے حدود میں پہونچے اور آپ نے قیس بن مسہر صیداوی کو اپنی آمد کے اطلاعی خط کے ساتھ کوفہ روانہ کیا۔ اور قیس راستہ میں گرفتار ہو گئے اور ان کے قتل کا حکم ہو لیکن انھوں نے مرتے مرتے حسینؑ کی سفارت ادا کر دی کہ امام حسینؑ مقام "حاجر" میں پہونچ گئے ہیں جس کو جانا ہو ان کے پاس جائے۔ یہ خبر عمرو بن خالد کو پہونچی تو یہ اپنے غلام سعد اور تین[۳] دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ جن کا تذکرہ بعد میں آئے گا امام کی خدمت میں روانہ ہوئے اور دلیل راہ (راستہ بتانیوالے) ان کے طرماح بن عدی ہوئے۔ یہ لوگ غیر معروف راستے سے بہت تیز رفتاری کے ساتھ "عذیب الہجانات" میں امام کی خدمت میں پہونچے۔

---

[۱] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۲۳۰

www.kitabmart.in

یہ وہ وقت تھا کہ جب حر بن یزید ریاحی امام کی نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے پہونچ گیا تھا چنانچہ حر نے مداخلت کی اور کہا کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ نہیں آئے تھے اس لیئے یا تو میں انھیں گرفتار کر کے قید کروں گا یا کوفہ واپس کرونگا۔

حضرت نے فرمایا اب جبکہ یہ میرے پاس پہونچ گئے اور میری امان میں آگئے تو میں انھیں تیرے سپرد نہیں کر سکتا۔ [1]

کارزار و شہادت روز عاشور جنگ چھڑنے کے بعد یہ اور ان کے ساتھی وہ پانچ آدمی تھے جنھوں نے بیک وقت فوج دشمن پر حملہ کیا اور لشکر میں گھس کر شمشیر زنی کرنے لگے۔ محاربۂ کربلا میں ان کے واقعۂ شہادت کو تفصیل سے لکھا گیا ہے اور اس پر نتائج مرتب کیئے گئے ہیں۔

زیارت شہدا میں ان کے سلام کے یہ الفاظ ہیں السلام علی عمرو ابن خالد الصیداوی،

مناقب ابن شہر آشوب میں وہب کلبی کی جنگ کے بعد عمر بن خالد ازدی کی جنگ کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے یہ رجز پڑھی۔

الیوم یا نفس الی الرحمٰن	تمضین بالروح والریحان
الیوم تجزین علی الاحسان	ماخط فی اللوح لدی الدیان

---

[1] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۰ ، طبع مطبع یوسفی پریس صفحہ ۲۰

www.kitabmart.in

لا تجزعی فکل حی فان [1] اگر ان کو عمرو بن خالد اسدی ہی سمجھا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ "ازدی" کی لفظ کتابتی غلطی ہے جیسا کہ خیال یہی ہوتا ہے تو یہ روایت کہ انھوں نے تنہا مبارزطلبی اور جنگ کی اور شہادت پائی گذشتہ روایت کے منافی قرار پاتی ہے۔

صاحب ناسخ نے بھی اس بارے میں مناقب کا تتبع کیا ہے [2] لیکن انھوں نے اس کے چند ورق بعد بہت سے شہداء کے تذکرہ کے بعد پھر عمرو بن خالد صیداوی کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے۔

" دیگر عمرو بن خالد صیداوی بحضرت امام علیہ السلام آمد فقال یا اباعبداللہ قد هممت ان الحق اصحابی دکرهت ان اتخلف وارٰک وحیداً من اهلک قتیلا عرض کردیا اباعبداللہ عزیمت درست کردہ ام کہ با برادران و مصاحبان خود پیوستہ شوم و مگروہ می شمارم کہ از ایشاں تخلف کنم و ترا تنہا و مقتول بینم فقال لہ الحسین تقدم فانا لاحقون بك عن ساعة فرمود تا خنق کن درزم میزن کہ ہم دریں ساعت من با تو ملحق خواہم شد پس بتاخت و تنے چند را بخاک بنید اخت و ہم بخاک درافتاد و جان و بداد" [3]

مگر واقعہ کربلا میں دو عمرو بن خالد کا وجود جن میں سے ایک "ازدی" ہوں اور دوسرے "صیداوی" قطعاً ثابت نہیں ہے اس لیے ہمیں صاحب ناسخ کی ان بہت سی

---

[1] مناقب جلد ۴ صفحہ ۹۴، [2] ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۶۴، [3] ناسخ ج ۶ صفحہ ۲۷۳

www.kitabmart.in

فرد گذاشتوں میں سے سمجھنا چاہئے جن کی مثالیں آپ کے سامنے آتی رہینگی۔

(۵)

سعد مولیٰ عمرو بن خالد

عام طور سے کتابوں میں "سعد" نام درج ہے لے لیکن زیارت شہدا میں "سعید" نام مذکور ہے۔ اگر نسخہ غلطہ نہ مانا جائے تو یہ گذشتہ اندراج کے خلاف ہے صاحب ناسخ نے بھی ان شہداء کے تذکرہ میں جن کا ذکر مؤرخین و محدثین نے نہیں کیا ہے اور صرف ان کے نام زیارت شہدا میں مذکور ہوے ہیں "سعید مولیٰ عمرو بن خالد الصیداوی" لکھا ہے۔

طبری وغیرہ میں ان کے نام کے ساتھ ولدیت نہیں مذکور ہے لیکن علامہ مامقانی نے تنقیح المقال میں ان کے نام کے محل پر لکھا ہے "سعد بن عبداللہ" اور بیان کیا ہے کہ شیخ نے اپنی کتاب الرجال میں اسی عنوان سے بغیر کسی لقب اور وصف کے ان کا نام اصحاب حسینؑ میں مندرج کیا ہے۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ شریف النفس بلند ہمت غلام تھے جنھوں نے اپنے مالک عمرو بن خالد کا آخر وقت تک ساتھ دیا۔ وہ اپنے مالک کے ساتھ اسی مختصر قافلہ میں آکر امام سے ملحق ہوئے تھے جو عذیب الہجانات میں امام کے

لے ابصار العین صفحہ ۶۸

www.kitabmart.in

پاس پہونچا تھا جس کا تذکرہ اس کے قبل ہو چکا ہے اور میدان جنگ میں بھی وہ انہی ہمراہیوں کے ساتھ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اس واقعہ کا اجمالی اشارہ اور تفصیلی حوالہ ابھی حوالۂ قلم ہوا ہے۔

(۱۶)

مجمع بن عبداللہ

نام و نسب | مجمع بن عبداللہ بن مجمع بن مالک بن ایاس بن عبد مناۃ بن سعد العشیرۃ المذحجی العائذی ؎۱

خصوصیات | حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں ان کا تذکرہ اُن تابعین کے ذیل میں کیا ہے جو بزمانۂ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوئے اور لکھا ہے۔

کان مع الحسین بن علی بالطف فقتل ذکرہ ابن الکلبی وکان لابیہ ادراک،	یہ حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ کربلا میں موجود تھے اور قتل ہوئے۔ اس کا تذکرہ ابن کلبی نے کیا ہے اور ان کے باپ نے حضرت رسول کی صحبت کے شرف کو حاصل کیا تھا۔

خود مجمع حضرت امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے اور جنگ صفین کے واقعات میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے ؎۲

؎۱ اصابہ جلد ۳ صفحہ ۹۴ ؎۲ تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۵۳

www.kitabmart.in

امام سے ملاقات یہ بھی اُن پانچ اشخاص میں سے تھے جو مقام "عذیب الہجانات" میں امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ عمرو بن خالد صیداوی کے حال میں ابھی ابھی آچکا ہے اُن کا نام خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر تاریخ میں اس طرح آیا ہے کہ امام نے لوگوں سے کوفہ کی حالت پوچھی تو مجمع بن عبداللہ عائذی نے کہا۔

اما اشراف الناس فقد اعظمت رشوتھم وملأت غرائرھم یستمال ودھم ویستخلص بہ نصیحتھم فھم الب واحد علیک ۔ واما سائر الناس بعد فان افئدتھم تھوی الیک وسیوفھم غدا مشھورۃ علیک [1]	بڑے بڑے آدمی اُن کو تو بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور گٹھریاں بھر بھر کر مال و دولت عطا کیا گیا ہے تاکہ وہ موافق رہیں اور خیر خواہی کرتے رہیں اس لیے یہ لوگ تو متفق ہیں آپکے خلاف رہ گئے عام افراد، ان کے دل تو آپ کی طرف جھکتے ہیں مگر تلواریں اُن کی کل آپ کے خلاف کھنچی ہوئی ہونگی۔

یہ کتنی صحیح تشریح ہے خلقت کے طرز عمل کی جو بالکل نفسیات کے مطابق ہے۔

شہادت یہ روز عاشور بھی اپنے اُسی جتھے کے ساتھ رہے جس میں آئے تھے اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنھوں نے بیک وقت فوج دشمن پر حملہ کیا تھا جنگ کی اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

---

[1] تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۲۳۰

www.kitabmart.in

ابن شہر آشوب نے اُن کا تذکرہ ان شہداء میں کیا ہے جو حملۂ اولیٰ کی جنگ مغلوبہ میں قتل ہوئے [۱]

زیارت شہداء میں ان کے لیے بھی سلام موجود ہے (السلام علیٰ مجمع بن عبد اللہ العائذی)

(۷)

عائذ بن مجمع

یہ مجمع بن عبد اللہ عائذی کے فرزند تھے اور اپنے باپ کے ساتھ اُسی جماعت میں جو "عذیب الہجانات" پہونچی تھی امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اپنے باپ ہی کے ساتھ اسی جماعت کی شرکت میں جنگ کی اور شہید ہوئے [۲]

(۸)

جنادہ بن حارث سلمانی

"سلمان" قبیلۂ مراد کی ایک شاخ اور "مراد" قبیلۂ مذحج کا ایک شعبہ ہے جنادہ بن حارث کوفہ کے باشندہ تھے۔ شیخ طوسی نے کتاب الرجال میں ان کا نام اصحاب حسینؑ میں درج کیا ہے اور فاضل سماوی نے لکھا ہے کہ وہ اصحاب

---

[۱] مناقب جلد ۴ صفحہ ۹۹ [۲] ابصار العین صفحہ ۸۶

www.kitabmart.in

سے تھے پھر امیر المومنین کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں جہاد کیا ؎۱ یہ فقرہ دونوں کے یہاں متفقہ حیثیت سے ہے کہ وہ مشاہیر شیعہ سے تھے۔

جب مسلم بن عقیل کوفہ میں امام حسینؑ کی بیعت لے رہے تھے تو جنادہ نے عہد وفاداری کے ساتھ بیعت کی اور مسلم کے ساتھ جہاد میں شریک بھی ہوئے مگر جب مسلم کے خلاف حالات نے پلٹا کھایا تو یہ بھی مثل دیگر اشخاص کے مخفی ہو گئے اور آخر اسی جماعت میں جو عمرو بن جنادہ صیداوی اور مجمع بن عبداللہ عائذی وغیرہ افراد پر مشتمل تھی یہ بھی "عذیب الہجانات" میں امام کی خدمت میں ملحق ہوئے اور اپنی اسی جماعت کے ساتھ رہ کر جنگ کر کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اس واقعہ کا تذکرہ عمرو بن جنادہ اور اُن کے دوسرے رفقاء کے حال میں اجمالاً ہو چکا ہے۔

تاریخ طبری میں اس موقع کے حال میں ان کا نام "جابر بن حارث سلمانی" لکھا ہے ؎۲ یہ بظاہر چھاپہ کی غلطی ہے۔

زیارت شہداء کے اس نسخہ میں جو میرے پیش نظر ہے ان کا نام اس طرح ہے

السّلام علی حیّان بن حارث السلمانی الازدی۔

اور ناسخ میں بھی جہاں اس زیارت کو نقل کیا ہے یہ الفاظ اسی طرح ہیں۔ لیکن اس کا غلط ہونا بھی ظاہر ہے۔ اسی لئے صاحب ناسخ نے شہیدوں کے حالات میں

؎۱ تنقیح المقال صفحہ ۲۳۴ ؎۲ تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۲۵۵ ؎۳ مناقب ج ۴ صفحہ ۹۵

www.kitabmart.in

کہیں "حیان بن حارث" کی شہادت کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

صاحب ابصار العین نے تصریح کی ہے کہ (جنادۃ) بالجیم والنون والالف والدال المہملۃ وبعد ھا الھاء، وتصحف بجبار وحیان، ولکن المضبوط ذالک۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں جنادہ کو "جبار" بھی لکھا گیا ہے لیکن وہ بھی غلط ہے،

ابن شہر آشوب نے نافع بن ہلال جملی کی شہادت کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے کہ پھر جنادہ بن حارث انصاری میدان جنگ میں آئے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

انا جناد و انا ابن الحارث　　لست بخوار ولا بناکث

عن بیعتی حتی یرثنی وارثی　　الیوم شاری فی الصعید ماکث

اور انھوں نے سولہ آدمی قتل کیے[۱] انھیں کوئی دوسرا شخص فرض نہ کیا جائے تو یہ گذشتہ روایت کے خلاف ہے اور چونکہ مناقب کی اس طرح کی روایتوں میں گوناگوں کمزوریاں موجود ہیں جو اس کتاب میں نذر ناظرین ہوتی رہیں گی اسلئے اس روایت پر بھی اعتماد مشکل ہے۔

(۹)

جندب بن حجیر کندی خولانی

کوفہ کے باشندہ اور ممتاز شیعی افراد میں سے۔ امیرالمومنینؑ کی صحبت سے

---

[۱] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۵

www.kitabmart.in

شرفیاب ہوئے تھے اور جنگ صفین میں "کندہ" اور "ازد" کے رسالوں کے افسر تھے جب امام حسینؑ کوفہ کی طرف راہ پیما تھے تو حر کی ملاقات سے پہلے ہی یہ خدمت امام میں جا کر ہمراہی کے شرف سے بہرہ یاب ہوئے اور روز عاشور جنگ کے ابتدائی ہنگام میں جنگ کر کے شہید ہوئے۔ [1]

زیارت شہدا میں ان کا نام اس طرح ہے السلام علی جندب بن حجر الخولانی اور صاحب ناسخ نے بھی اُن شہدا کے ذیل میں جن کا تذکرہ مورخین و محدثین نے نہیں کیا ہے اور صرف زیارت میں ان کا نام وارد ہوا ہے "جندب بن حجر" ہی تحریر کیا ہے [2]

صداقت دردیہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ اُن کے بیٹے حجیر بن جندب بھی اُن ہی کے ساتھ قتل ہوئے لیکن یہ امر پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچا ہے۔ ان زیارتوں میں بھی جو شہدائے کربلا کے تذکرہ پر مشتمل ہیں ان کا تذکرہ نہیں ہے [3]

(۱۰)

اب حملۂ اولیٰ کے شہدا کا سلسلہ ہے جن کی تعداد بتصریح مورخین پچاس تک پہونچتی ہے اور جن میں نہیں کہا جا سکتا کہ کون پہلے شہید ہوا اور کون بعد۔ اسی لیے "محاربۂ کربلا" میں میں نے اُن کے نام "حروف تہجی" کی ترتیب سے درج کیے ہیں اور اس موقع پر اُن کے حالات بھی اُسی ترتیب سے تحریر کیے جاتے ہیں۔

---

[1] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۲۳۶ [2] ابصار العین صفحہ ۱۰۴ [3] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹ [4] ابصار العین صفحہ ۱۰۴

www.kitabmart.in

ادہم بن امیہؒ عبدی بصری

قبیلہ عبد قیس سے بصرہ کے باشندہ تھے، بصرہ میں ایک عورت ماریہ بنت سعد یا بنت منقذ شیعہ اور دوست اہلبیت تھی اور اس کے مکان میں اکثر شیعیان اہل بیت کا اجتماع ہوتا رہتا تھا۔ جب امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے کوفہ کی روانگی کا قصد کیا اور ابن زیاد کا تبادلہ بصرہ سے کوفہ کی گورنری پر ہوا اور بصرہ کے گورنر کی جانب سے ناکہ بندی کا انتظام ہوا کہ کوئی شخص نصرت حسینؑ کے لیے بصرہ سے نہ جانے پائے۔ تو ماریہ عبدیہ کے مکان میں یزید بن ثبیط قیسی نے نصرت حسینؑ کے جانے کا عزم ظاہر کیا سلہ یہ قصد خطرے سے خالی نہ تھا اور مشکل تھا کہ اس نازک حالت میں جب کہ راستے بند ہیں کچھ زیادہ لوگ اس عزم وارادہ کیساتھ ہم آہنگ ہوتے مگر یزید کے دو فرزند اور چار دوسرے اشخاص تھے جنھوں نے یزید بن ثبیط کے ساتھ اتحاد عمل کیا۔ اُنھوں نے اپنی جان پر ٹھان لی اور مقام "ابطح" میں جو مکہ معظمہ ہی کے حدود میں تھا پہونچکر امام کی ہمراہی اختیار کی۔ ان چار اشخاص میں ایک ادہم بن امیہ تھے سلہ

روز عاشور حملۂ اولیٰ میں جو ظہر کے قبل واقع ہوا تھا درجۂ شہادت پر فائز ہوئے

سلہ تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۸ سلہ ابصار العین صفحہ ۱۱۰

www.kitabmart.in

(۱۱)

امیہ بن سعد بن زید طائی

قبیلہ "طے" میں سے، بہادر جنگ آزما شہسوار اور امیرالمومنین کے اصحاب میں محسوب تھے۔ آپ کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت بھی کی تھی اور کارنمایاں انجام دیا تھا[۱] اس کے بعد کوفہ میں قیام رہا۔ جب امام حسینؑ کے کربلا پہونچنے کی خبر پہونچی تو گفتگوئے صلح کے زمانہ میں کوفہ سے کربلا پہونچے اور امام کی ہمراہی اختیار کی۔ بقول علامہ مامقانی یہ آٹھویں محرم کی شب کا واقعہ ہے۔

روز عاشور جنگ چھڑنے کے بعد حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے[۲]

(۱۲)

جابر بن حجاج

قبیلہ "تیم اللہ بن ثعلبہ" میں سے عامر بن نہشل تیمی کے آزاد کردہ غلام تھے کوفہ کے باشندہ بہادر اور شہسوار تھے۔ پہلے جناب مسلم بن عقیل کی حمایت کے لیے کمربستہ ہوئے مگر حالت کے دگرگوں ہونے کے ساتھ مثل دوسرے بہت سے افراد کے وہ بھی اپنے قبیلہ میں چھپ رہے جب امام کے کربلا میں وارد ہونے کی اطلاع ہوئی تو یہ

---

[۱] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۱۵۳ [۲] ابصار العین صفحہ ۱۱۴

www.kitabmart.in

عمر سعد کی فوج کے ساتھ کربلا پہونچے اور خفیہ طریقہ سے آکر حضرت سید الشہدا، کے انصار میں شامل ہو گئے [۱]

روز عاشور جنگ چھڑنے کے بعد حملۂ اولی میں دوسرے شہدا، کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے [۲]

(۱۴)

جبلہ بن علی شیبانی

کوفہ کے باشندہ، بہادر اور شجاع تھے۔ جنگ صفین میں امیر المومنین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے [۳] حضرت مسلم کی نصرت کے لیے بھی کمر بستہ ہوئے تھے اور مثل دیگر اشخاص کے اُن کی تنہائی و بے یاوری کے بعد یہ بھی اپنے قبیلہ میں روپوش ہو گئے اور جب امام حسینؑ کربلا میں پہونچے تو آکر رفقائے امام میں شامل ہوئے [۴] میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ جن کے متعلق ملتا ہے کہ اُنھوں نے حضرت مسلم کی بیعت کی تھی اور پھر مخفی ہو گئے وہ ہوں گے جو موقع جنگ پر مسلم کے پاس پہونچ ہی نہ سکے۔ اور اس صورت حال کی بنا پر جس کا میں نے "قاتلان حسین کا مذہب" رسالہ میں کافی تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ یہ یقینی ہے کہ سب لوگ جنھوں نے مسلم کی

---

[۱] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۱۹۸ [۲] ابصار العین صفحہ ۱۱۲ [۳] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۲۰۷
[۴] ابصار العین صفحہ ۱۲۴

www.kitabmart.in

بیعت کی تھی ان کا مسلم تک پہونچنا ممکن نہیں تھا۔

ابن شہر آشوب کی تصریح کے مطابق وہ ان ہی شہداء میں ہیں جو حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے [۱]

زیارت شہداء میں اُن پر سلام موجود ہو (السلام علیٰ جبلۃ بن علی الشیبانی)

(۱۴)

جنادہ بن کعب بن حارث انصاری خزرجی

امام کی ہمراہی میں مکہ معظمہ سے متعلقین سمیت ساتھ آئے تھے اور حملۂ اولیٰ میں جنگ کر کے شہید ہوئے۔

زیارت شہداء میں جو ناحیۂ مقدسہ کے اسناد سے ابن طاؤس نے نقل کی ہے اُن پر سلام میری نظر سے نہیں گذرا اگر علامۂ مامقانی طاب ثراہ نے زیارت کے حوالہ سے اُن پر سلام بایں الفاظ نقل کیا ہے :۔ السلام علیٰ جنادۃ بن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی وابنہ عمرو بن جنادۃ [۲] ممکن ہے یہ زیارت کوئی دوسری ہو۔ ان کے فرزند عمرو بن جنادہ کا تذکرہ اس کے بعد آئے گا۔

(۱۵)

جوین بن مالک بن قیس بن ثعلبہ تیمی

---

[۱] مناقب ج ۳ صفحہ ۶۹ [۲] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۲۳۴

www.kitabmart.in

قبیلہ بنی تیم میں سکونت رکھتے تھے اس لیے اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوئے
اور جب کوفہ کے تمام قبائل امام حسینؑ سے جنگ کے لیے بھیجے جا رہے تھے تو
قبیلہ بنی تیم کے ساتھ عمر سعد کی فوج میں کربلا پہونچے اور جب امام حسینؑ کے
پیش کردہ شرائط صلح نامنظور ہوئے اور جنگ کے آثار نظر آنے لگے تو
اسی قبیلہ کے چند دوسرے اشخاص کے ساتھ شب کے وقت عمر سعد کی فوج سے
جدا ہو کر رفقائے امام کی جانب آگئے اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں درجہ
شہادت پر فائز ہوئے [۱]

زیارت شہداء کا جو نسخہ میری نظر سے گزرا ہے اس میں ان کا نام اس طرح
ہے۔ السلام علی جون بن مالک الضبعی۔ لیکن صاحب ناسخ
نے جو اس زیارت کو نقل کیا ہے اس میں ہے۔ السلام علی حویٰ بن مالک
اضبعی [۲] اور ان شہداء کی فہرست میں جن کا تذکرہ مورخین و محدثین نے نہیں
کیا ہے اور صرف زیارت میں ان کا نام مندرج ہے وہاں بھی "حوی بن مالک
ضبعی" نام لکھا ہے،

لیکن اس سب کے برخلاف علامہ مامقانی نے زیارت کے حوالہ سے "جوین"
ہی پر سلام نقل کیا ہے۔

ابن شہر آشوب نے عمرو بن مطاع جعفی کی شہادت کے بعد لکھا ہے،

---

[۱] تنقیح المقال ج ا صفحہ ۲۴۰ - ابصار العین صفحہ ۱۱۳ [۲] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۳۱۴ [۳] ناسخ ج ۶ صفحہ ۱۷۹

www.kitabmart.in

کہ پھر جوین بن ابی مالک مولیٰ ابی ذر میدان جنگ میں آئے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے

کیف ترى الفجار ضرب الاسود الخ[1]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انھوں نے جون مولیٰ ابی ذر الغفاری اور جوین بن مالک دونوں کے حال کو خلط ملط کر دیا ہے۔ اس قسم کی غلطیاں مناقب میں بھی بہت ہیں۔

۱۶

حارث بن امرأ القیس بن عابس کندی

شجاعان روزگار میں سے عابد اور زاہد تھے لڑائیوں میں کارنمایاں انجام دے چکے تھے۔ ان کے مذہبی احساس اور ثبات و استقلال کے لیے یہ واقعہ یادگار ہے کہ قلعہ "نجیر" کے حصار میں وہ موجود تھے۔ جب مرتدین اس قلعہ سے باہر نکال کے قتل کیے جانے لگے تو حارث نے اپنے حقیقی چچا پر حملہ کیا۔ اس نے کہا میں تو تمھارا چچا ہوں۔ حارث نے کہا " اور خدا میرا پروردگار ہے اس کا حکم مقدم ہے" یہ کہکر اسے قتل کر ڈالا[2]

کربلا میں یہ بھی عمر سعد کی فوج میں آئے تھے لیکن شرائط صلح نامنظور ہونے کے بعد وہاں سے علحدہ ہوئے اور امام کے ساتھ ہو گئے حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

---

[1] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۵ [2] تنقیح المقال ج ا صفحہ ۲۴۳

www.kitabmart.in

(۱۷)

حارث بن نبہان

نبہان حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے غلام بہادر اور شہسوار تھے۔ جنگ احد میں حمزہ کی شہادت ہوئی اس کے دو برس بعد نبہان نے دُنیا سے مفارقت کی اُن کے فرزند حارث نے امیر المومنین ؑ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا اور پھر امام حسن ؑ اور امام حسین ؑ کی خدمت میں رہے۔ جب حضرت سید الشہداءؑ نے مدینۂ منورہ سے ہجرت فرمائی تو حارث بھی ہمراہ رکاب ہوئے اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں درجۂ شہادت کو حاصل کیا[۱]

(۱۸)

حباب بن حارث

علامہ ابن شہر آشوب نے حملۂ اولیٰ میں ان کا بھی نام درج کیا ہے[۲] حالات بالکل معلوم نہیں ہو سکے۔

(۱۹)

حباب بن عامر بن کعب تیمی

قبیلہ تیم اللات بن ثعلبہ" میں سے کوفہ کے باشندہ شیعہ اہل بیت تھے۔ انہوں نے جناب مسلم بن عقیل کی بیعت کی تھی۔ جناب مسلم کی شہادت کے بعد اپنے قبیلہ میں

---

[۱] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۲۴۸ [۲] ابصار العین صفحہ ۵۵ [۳] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

پوشیدہ ہو گئے۔ جب امام حسین کی کوفہ کی جانب روانگی کی اطلاع ہوئی تو خفیہ طریقہ پر کوفہ سے باہر نکلے اور راہ میں امام حسین کی خدمت میں پہونچکر ہمراہ رکاب ہوئے۔ عاشور کے دن ظہر کے قبل حملۂ اولیٰ میں شہادت پائی [۱]

(۲۰)

جبشہ بن قیس النہمی

پورا نام و نسب جبشہ بن قیس بن سلمۃ بن طریف بن ابان بن سلمۃ بن حارثہ ہمدانی نہمی ہے۔

حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ ان کے دادا سلمۃ بن طریف صحابۂ پیغمبر میں سے تھے اور خود جبشہ بن قیس راوی حدیث ہیں۔ یوم طف (روز عاشور) حسین بن علیؑ کے ساتھ قتل ہوئے [۲]

اصابہ ہی میں ایک دوسری جگہ ان کا نام "جبیہ بن قیس" لکھا ہے [۳] جو کاتب کی غلطی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

"محاربۂ کربلا" میں ان کا نام میں نے "جبشی بن قیس" لکھا ہو جو ابصار العین کے تتبع میں ہے لیکن تحقیق سے اس کے خلاف ثابت ہوا۔

(۲۱)

حجاج بن زید سعدی تیمی

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۱۳ [۲] اصابہ ج ۲ صفحہ ۱۰۶ [۳] جلد ۲ صفحہ ۲۲۳۔

www.kitabmart.in

قبیلہ بنی سعد بن تمیم میں سے بصرہ کے باشندہ تھے۔ امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے روانگی کے موقع پر چند خط رؤسا بصرہ کے نام روانہ فرمائے تھے جن میں سے ایک مسعود بن عمرو ازدی کے نام تھا۔[۱] مسعود نے اپنے قبیلہ کے تمام اقوام بنی تمیم۔ بنی حنظلہ۔ بنی سعد۔ اور بنی عامر کو مجتمع کر کے تقریر کی اور نصرت امام حسینؑ کے لیے آمادہ کیا۔ جن میں سے بعض نے ساتھ دینے میں تامّل کیا اور بعض نے اعانت و نصرت کا پختہ وعدہ کیا۔ مسعود نے اس صورت حال سے مطمئن ہو کر ایک خط امام کے نام تحریر کیا جس میں امام کی تشریف آوری عراق پر اظہار مسرّت کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے بنی تمیم اور بنی سعد کو تمام تر آپ کی نصرت کے لیے آمادہ کر لیا ہے اور وہ سب آپ پر اپنی جان نثار کریں گے۔

یہ خط حجاج بن زید سعدی کے ہاتھ روانہ کیا گیا وہ امام کی خدمت میں کربلا میں آکر شرفیاب ہوئے اور روز عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔[۲]

زیارت شہدا میں اُن پر سلام بایں الفاظ ہے السلام علی الحجاج بن زید السعدی اور صاحب ناسخ نے ان کا نام ان شہدا کی فہرست میں درج کیا ہے جنھیں مؤرخین و محدثین نے نظرانداز کر دیا ہے اور صرف زیارت سے ان کے نام کا پتہ چلتا ہے۔[۳] تنقیح المقال میں بھی ان کا نام اسی طرح ہے۔ اس سب کے برخلاف ابصار العین میں ان کا نام "حجاج بن بدر التمیمی السعدی"

۱؎ طبری ج ۶ صفحہ ۲۰۰ ۲؎ ابصار العین صفحہ ۱۲۲-۱۲۴ ۳؎ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹

www.kitabmart.in

لکھا ہے جس کے تتبع میں میں نے بھی "محاربۂ کربلا" میں اس غلطی کا ارتکاب کیا ہے جو یقیناً محتاج اصلاح ہے۔

(۲۲)

حلاس بن عمرو ازدی راسبی

اصحاب امیرالمومنینؑ میں سے تھے اور حضرت کے زمانۂ خلافت میں کوفہ میں افسر پولیس کی حیثیت رکھتے تھے۔ کربلا میں ابن سعد کی فوج کے ساتھ آئے اور گفتگوئے مصالحت کے ناکام ہونے پر مخفی طریقہ سے شب کے وقت امام حسینؑ کی طرف منتقل ہو گئے۔[۱]

ابن شہر آشوب نے ان کا نام حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں درج کیا ہے۔[۲]

ان کے نام کے متعلق شیخ طوسیؒ کی تصریح ہے کہ "جلاس" بوزن "غراب" ہے اور بعض لوگوں نے "خلاس" لکھا ہے اور مناقب کے مطبوعہ نسخہ میں "حلاسی" ہے۔ لیکن یہ چھاپہ کی غلطی ہے۔ ان کے بھائی نعمان بن عمرو ازدی کا تذکرہ اس کتاب میں اس کے بعد آئے گا۔

(۲۳)

حنظلہ بن عمر شیبانی

ابن شہر آشوب نے ان کا نام حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں ذکر کیا ہے۔[۳]

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۰۹ [۲] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ [۳] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

(۲۴)

زاہر بن عمرو اسلمی کندی

اصحاب رسول میں سے راوی حدیث اور بیعت رضوان کے شرف سے بہرہ اندوز تھے صلح حدیبیہ کے بعد جنگ خیبر میں شریک جہاد بھی ہوئے[1] شجاعت ان کی ممتاز صفت اور نمایاں جوہر تھا اور اہل بیت کی محبت ان کے لیے سرمایہ اعزاز۔ جب زیاد بن ابیہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور عمرو بن الحمق الخزاعی نے اس کی مخالفت کا علم بلند کیا تو زاہر بھی اُن کے ساتھ تھے اور ہر قول و فعل میں ان کے ہم آہنگ۔ جب معاویہ نے عمرو بن الحمق کی گرفتاری کا حکم بھیجا تو زاہر کے نام بھی وارنٹ جاری ہوا مگر وہ روپوش ہو گئے اور ہاتھ میں نہ آسکے[2]

اصحاب ائمہ میں سے محمد بن سنان زاہری متوفی سنہ ۲۲۰ھ جو امام رضا اور امام محمد تقی کے رواۃ میں سے ہیں انہی زاہر کی اولاد میں سے تھے[3] سنہ ۶۰ھ میں حج بیت اللہ الحرام سے شرفیاب ہوئے اور اس سلسلہ میں امام حسین سے ملاقات ہوئی اور حضرت کی ہمراہی میں کربلا آئے اور ابن شہرآشوب کی تصریح کے مطابق حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے[4]

---

[1] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۱۷ [2] ابصار العین صفحہ ۱۰۳ [3] رجال کبیر صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ طہران [4] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

(۲۵)

زہیر بن بشر خثعمی

ابن شہر آشوب نے حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں ذکر کیا ہے[۱] زیارت شہداء میں ان پر سلام موجود ہے۔ السلام علی زهیر بن بشر الخثعمی۔

(۲۶)

زہیر بن سلیم بن عمرو ازدی

شب عاشور جب کہ امام حسینؑ کے قتل کا ارادہ یقینی صورت پر فوج ابن سعد کی طرف سے ظاہر ہو گیا تو اس وقت یہ امام حسینؑ سے آکر ملحق ہوئے اور حملۂ اولیٰ میں جنگ کر کے شہید ہوئے[۲] زیارت شہداء میں ان پر سلام کے الفاظ یہ ہیں۔

السلام علےٰ زهیر بن سلیم الازدی

فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے ایک قصیدہ میں بنی امیہ کی سیاہ کاریوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں شہداء کربلا میں سے بعض کا نام بنام تذکرہ کیا ہے۔ ان میں زہیر کا نام بھی موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

ارجعوا عامرا وردوا زهیرا ثم عثمان فارجعوا عنا رمینا

وارجعوا الحر وابن قین وقوما قتلوا حین جاودوا صفینا

---

[۱] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ [۲] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

یعنی واپس کردو عامر کو اور زہیر کو — ان کے علاوہ عثمان کو انھیں واپس کردو تا وان ادا کرتے ہوئے
اور واپس کردو حُر کو اور ابن قین کو — اور ان لوگوں کو جو جنگ صفین میں قتل ہوئے

یہاں زہیر سے مراد یہی زہیر بن سلیم ہیں کیونکہ زہیر بن قین کا ذکر اس کے بعد ابن قین کے الفاظ میں موجود ہے[۱]

(۲۷)

سالم مولیٰ عامر بن مسلم العبدی

اپنے مالک کے ساتھ اسی قافلہ میں جو یزید بن ثبیط قیسی کے ساتھ بصرے سے کربلا آیا تھا امام کی خدمت میں آئے اور روز عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے[۲] زیارت شہدا میں ان پر سلام کیا گیا ہے۔ السلام علیٰ سالم مولیٰ عامر بن مسلم

(۲۸)

سلیم

امام حسنؑ کا غلام یادگار کربلا میں نصرت امام حسینؑ میں شہید ہوا[۳]

(۲۹)

سوار بن ابی عمیر نہمی

پورا نام ونسب سوار بن منعم بن حابس بن ابی عمیر بن نہم الہمدانی النہمی ہے شیخ طوسی نے کتاب الرجال میں اصحاب امام حسینؑ میں درج کیا ہے اور

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۹۹ [۲] ابصار العین صفحہ ۱۱۲ [۳] رجال شیخ طوسی صفحہ ۳۴

www.kitabmart.in

صدوق ابن بابویہ قمی نے من لایحضرہ الفقیہ میں "باب میراث الجنین" کے ذیل میں ایک حدیث درج کی ہے جس کا سلسلۂ سند سوار بن ابی عمیر تک پہونچا ہے ؎۱ امام حسینؑ کے کربلا پہونچنے کے بعد گفتگوئے صلح کے زمانہ میں یہ کربلا وارد ہوئے اور امام کے ہمراہ رہے یہانتک کہ حملۂ اولیٰ میں نصرت امام میں جنگ کا شرف حاصل کیا۔ ابن شہر آشوب نے ان کا ذکر حملہ اولیٰ کے مقتولین میں کیا ہے ؎۲ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس موقع پر شہید نہیں ہوئے بلکہ زخمی ہوکر گر گئے اور گرفتار ہوکر عمر سعد کے پاس لائے گئے۔ اس نے چاہا کہ قتل کرائے مگر اُن کی قوم کے لوگ مانع ہوئے اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر بھی زخمی اتنے ہو چکے تھے کہ جانبر نہ ہو سکے اور چھ مہینے کے بعد انھی زخموں کی تکالیف سے انتقال کیا ؎۳

اجر اخروی کے اعتبار سے صورت حال کی بنا پر ان کا شہدائے کربلا میں محسوب ہونا بعید نہیں اور چونکہ زخمی ہوکر گرنا ان کا حملۂ اولیٰ میں ہے اس لیے ہم نے بھی شہدائے حملۂ اولیٰ کے ذیل میں ذکر کیا۔ زیارت شہدا میں حسب ذیل الفاظ میں سلام بھی موجود ہے، السلام علی الجریح الماسور سوار بن ابی عمیر النہمی الہمدانی "نہمی" کے بجائے بعض کتب میں "فہمی" لکھا ہے جو صریحی غلط ہے ؎۴

؎۱ تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۱۷ ؎۲ مناقب ج ۴ صفحہ ۹۵ ؎۳ ابصار العین صفحہ ۸۱
؎۴ ابصار العین صفحہ ۸۰

www.kitabmart.in

(۳۰)

سیف بن مالک عبدی

قبیلۂ عبد قیس سے بصرہ کے باشندہ اور ان شیعیان اہلبیت میں سے تھے جو ماریہ بنت منقذ عبدیہ کے مکان میں مجتمع ہوا کرتے تھے یزید بن ثبیط قیسی کے ساتھ نصرت امام حسینؑ کے لیے روانہ ہوئے اور مقام ابطح میں امام کی ملاقات سے شرف اندوز ہوئے۔

اسکی تفصیل ادہم بن امیہ کے حالات میں آچکی ہے۔

ابن شہر آشوب نے حملۂ اولی کے مقتولین میں "سیف بن مالک نمیری" کا نام لکھا ہے [۱] اس میں نمیری کی لفظ بظاہر "بصری" کی تحریف ہے۔ ابصار العین میں "سیف بن مالک نمیری کو" جوین بن مالک تیمی پر محمول کیا گیا ہے [۲] اس میں نام اور نسبت دونوں کو غلط قرار دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور پھر "جوین" اور "سیف" میں کوئی تشابہ نہیں ہے جس سے ایک کو دوسرے کی تحریف شدہ صورت سمجھا جائے اور نہ "تیمی" اور "نمیری" میں کوئی مناسبت ہے اس کے علاوہ ابن شہر آشوب نے جوین بن ابی مالک کا صراحۃً مبارزطلبی کے سلسلہ میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اُن کو جون مولی ابی ذر کے ساتھ متحد سمجھے ہیں جس کا تذکرہ سابق میں ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کوئی وجہ

---

[۱] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ [۲] ابصار العین صفحہ ۱۱۳ (۳) منتخب، مقال ج صفحہ ۲۰۶

www.kitabmart.in

نہیں معلوم ہوتی کہ حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں ان کی کسی عبارت کو جوین بن مالک پر منطبق کیا جائے۔

ہمارا خیال اس بنا پر قابل انکار ہے کہ اس میں نام و نسب میں کوئی تصرف لازم نہیں آتا۔ صرف "نمیری" کی لفظ غلط قرار پاتی ہے۔ جس کی اصل "بصری" ہے اور ان دونوں لفظوں میں تناسب موجود ہے

زیارت شہداء میں ان پر سلام مذکور ہے (السلام علی سایف بن مالک)

(۳۱)

شبیب بن عبداللہ

حارث بن سریع ہمدانی جابری کے غلام۔ صحابی رسول اور حضرت امیرالمومنین کے ساتھ جمل، صفین، نہروان تینوں لڑائیوں میں شرکت کا شرف حاصل کئے ہوئے کوفہ کے باشندہ تھے [۱] کربلا میں سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن حارث بن سریع دونوں اپنے آقازادوں کی معیت میں امام کی خدمت میں پہونچے [۲] اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

زیارت شہداء کے پیش نظر نسخہ میں اُن پر سلام کے الفاظ حسب ذیل ہیں (السلام علی شبیب بن الحارث بن سریع) صاحب ناسخ نے بھی ان شہداء کی فہرست میں جنھیں مورخین و محدثین نے نہیں لکھا ہے اور صرف

---

[۱] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۸۱ [۲] ابصار العین صفحہ ۷۹

www.kitabmart.in

زیارت میں اُن کے اسماء کا تذکرہ ہے "شبیب بن حارث بن سریع" ہی نام درج کیا ہے۔ ۱؎ بظاہر یہ راوی حدیث کی غلطی ہے جس نے "مولیٰ" کے بجائے "ابن" کی لفظ نقل کر دی ہے۔

۱۳۲

شبیب بن عبداللہ نہشلی

طبقۂ تابعین میں سے امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں محسوب تھے اور حضرت کے ساتھ تینوں لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ آپ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ کی صحبت اختیار کی اور پھر امام حسینؑ کے اصحاب میں داخل ہوئے اور حضرت کے مخصوصین میں سمجھے جاتے تھے۔ شیخ طوسی طاب ثراہ نے کتاب رجال میں ان کا نام اصحاب امام حسینؑ ہی کی فہرست میں لکھا ہے۔ جب امام حسینؑ نے مدینہ کو چھوڑ کر سفر غربت اختیار کیا تو شبیب بن عبداللہ وہیں سے آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے اور مکہ میں آپ کے ساتھ رہے۔ پھر جب آپ مکہ سے روانۂ عراق ہوئے تو شبیب نے اس وقت بھی ساتھ دیا اور کربلا پہنچے۔ آخر روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے۔ ۲؎

زیارت شہداء میں ان پر سلام موجود ہے (السلام علی شبیب بن عبداللہ النہشلی)

۱؎ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹ ۲؎ تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۸۱

www.kitabmart.in

صاحب ناسخ نے انھیں اُن شہدار کی فہرست میں مندرج کیا ہے جنھیں محدثین، مورخین نے نہیں ذکر کیا اور صرف زیارت میں اُن کا نام درج ہے[1]

(۳۳)

ضرغامۃ بن مالک تغلبی

شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام حسینؑ میں محسوب کیا ہے۔ کوفہ میں انھوں نے جناب مسلم بن عقیل کی بیعت کی اور اُن کے شہید ہونے کے بعد روپوش ہو گئے۔ پھر عمر سعد کی فوج کے ساتھ کربلا آئے اور امام حسینؑ کے پاس آکر ملحق ہوئے۔

ابن شہر آشوب نے انھیں حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں درج کیا ہے[2]

(۳۴)

عامر بن مسلم عبدی بصری

بصرہ کے باشندہ انہی شیعہ اشخاص میں سے تھے جو ماریہ بنت منقذ کے مکان میں جمع ہوا کرتے تھے۔ یزید بن ثبیط قیسی کے ساتھ نصرت امام کے لیے روانہ ہوئے اور مقام "الابطح" میں حضرت کے پاس پہونچے[3] روز عاشورا حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے[4]

زیارت شہدا میں ان پر سلام ہے، السلام علیٰ عامر بن مسلم

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹ [2] مناقب ج ۴ صفحہ ۱۹۹ [3] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۱۱۷ [4] مناقب ج ۴

www.kitabmart.in

(۱۳۵)

عباد بن مہاجر بن ابی المہاجر جہنی

مکہ معظمہ سے امام حسینؑ کی روانگی اہل کوفہ کی دعوت پر مبنی تھی اس لیے عام طور سے لوگوں کے توقعات آپ کے ساتھ وابستہ تھے کہ آپ ایک ایسے ملک میں جا رہے ہیں جہاں بحیثیت پیشوا و امام کے آپ کی اطاعت کی جائے گی اور آپ کو اقتدار کلی حاصل ہو گا۔

اس کا نتیجہ تھا کہ راستہ میں عرب کے بدو قبائل جن کی طرف سے گذر ہوتا تھا بہت سے ان میں سے قافلہ میں شامل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ "میاہ جہینہ" نام والے چشموں کے پاس سے قبیلۂ جہینہ کے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہوے انھی میں سے عباد بن مہاجر بھی تھے۔[۱]

جب مسلم دہانی کے مقتول ہونے کی خبر سننے کے بعد امام حسینؑ نے منزل زبالہ پر لوگوں کو اپنا پیغام سنایا کہ حالات اس صورت پر ہیں اور ہمارے ساتھ کوئی امید نہ رکھنا چاہیے لہذا جو شخص واپس جانا چاہتا ہو وہ واپس چلا جائے تو اس وقت بہت سے لوگ چپ و راست منتشر ہو گئے اور بس وہ لوگ رہ گئے جو آپ کے ساتھ مدینہ سے آئے تھے۔[۲]

لیکن عباد بن مہاجر ان باوفا لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس وقت

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۱۵ [۲] طبری ج ۶ صفحہ ۲۲۶

www.kitabmart.in

امام کا ساتھ نہیں چھوڑا اور وہ آخر تک حضرت کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

(۳۶)

عبدالرحمٰن بن عبدرب انصاری خزرجی

صحابۂ رسول میں سے حدیث غدیر کے راوی اور شاہد تھے جسے حافظ ابن عقدہ نے اپنی طریق سے نقل کیا ہے [۱]

رجال شیخ میں ان کا نام اصحاب امیرالمومنینؑ میں لکھا ہے۔ وہ حضرت کے بڑے مخصوص تربیت یافتہ شاگرد تھے۔ حضرت نے ان کو خود قران مجید کی تعلیم دی اور ان کی تربیت کی طرف توجہ فرمائی [۲]

امام حسینؑ کے ساتھ مکہ ہی سے روانہ ہوئے اور کربلا تک ہمراہ رکاب آئے صبح روز عاشور ان کا نام بریر کے ساتھ گفتگو میں آیا ہے کہ بریر عبدالرحمٰن سے مذاق کرنے لگے تو عبدالرحمٰن نے کہا۔ چھوڑو ان باتوں کو یہ مذاق کا وقت نہیں ہے جس کے جواب میں بریر نے کہا تھا کہ آج سے بڑھ کر تو کوئی

---

۱ تجرید اسماء الصحابہ للذہبی مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۳۷۷

۲ تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۱۴۵

www.kitabmart.in

خوشی کا ہنگام ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں جنت کی سیر ہوگی اور حوروں کے ساتھ لطف ملاقات۔ اس روایت کا راوی انہی عبدالرحمٰن کا غلام تھا جو ان کے ساتھ تھا مگر کربلا سے زندہ واپس گیا تھا۔[۱]

جنگ چھڑنے کے بعد حملۂ اولیٰ میں شہادت پائی۔[۲]

(۳۷)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کدن ارحبی

طبقہ تابعین میں سے معزز شخص، بہادر اور معرکہ آزما تھے۔[۳]

کوفہ سے جو دوسرا وفد امام حسینؑ کے پاس بھیجا گیا ہے اور جس کے ہاتھوں تقریباً ۵۳ عرضداشتیں جن میں سے ہر ایک دو تین اور چار دستخطوں سے تھی امام کے نام روانہ کی گئی تھیں اس وفد میں قیس بن مسہر صیداوی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ساتھ یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بھی تھے۔[۴] امام نے جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا تو ان تینوں نمایندوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔[۵]

پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ کسی صورت سے دوبارہ امام حسینؑ کے پاس آگئے اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے۔[۶]

۱۔ طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۱ ۲۔ ابصار العین صفحہ ۹۳ ۳۔ ابصار العین صفحہ ۷۸
۴۔ طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۷ ۵۔ طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۸ ۶۔ مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

زیارت شہداء میں اُن پر سلام بایں الفاظ ہے (السلام علی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن الکدن الارحبی)

(۳۸)

عبد الرحمٰن بن مسعود

ان کے والد مسعود بن حجاج تیمی تھے جن کا تذکرہ سلسلۂ شہداء میں بعد کو آئے گا۔ یہ دونوں باپ بیٹے عمر سعد کی فوج کے ساتھ آئے تھے اور ساتویں محرم کو امام کے پاس سلام کرنے کے قصد سے آئے مگر پھر واپس نہیں گئے روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے [1]

(۳۹)

عبد اللہ بن بشر خثعمی

پورا نام و نسب حسب ذیل ہے۔ عبد اللہ بن بشر بن ربیعہ بن عمرو بن منارۃ بن قمیر بن عامر بن رائستہ بن مالک بن واہب بن جلیحہ بن کلب بن ربیعہ بن عفرس بن خلف بن اقبل بن انمار الانماری الخثعمی۔

بشر بن ربیعہ خثعمی اپنے زمانہ کے مشہور روزگار شخص اور میدان جنگ کے معرکہ آزما شہسواروں میں سے تھے۔ کوفہ کا مشہور احاطہ جو "جبانہ بشر" کہلاتا تھا وہ انہی کے نام سے منسوب تھا اور جنگ قادسیہ میں ان کا یہ شعر زبان زد تواریخ ہے۔

---

[1] ابصار العین صفحہ ۱۱۲

www.kitabmart.in

انخت بباب القادسیۃ ناقتی وسعد بن وقاص علیؓ امیر

ان کے فرزند عبداللہ بھی صفات شجاعت وجرأت ونام آوری میں اپنے پیشرو کے قدم بقدم تھے۔ میدان کربلا میں فوج عمر سعد کے ساتھ پہونچکر انصار امام حسینؑ میں آکر شامل ہوئے اور حملۂ اولی میں درجۂ شہادت کو حاصل کیا[1]

(۴۰)

عبداللہ بن یزید بن ثبیط قیسی

یزید بن ثبیط قیسی کا تذکرہ اس کے بعد آئے گا۔ ان کے دس بیٹے تھے جن کے سامنے انھوں نے نصرت امام حسینؑ کے لیے چلنے کا سوال پیش کیا لیکن ان میں صرف دو تھے جنھوں نے اس ہم ارادہ میں باپ کا ساتھ دیا ان میں سے ایک یہی عبداللہ تھے۔

چنانچہ وہ اپنے باپ کی ہمراہی میں بصرہ سے روانہ ہوئے اور ابطح میں آکر خدمت امام سے بہرہ اندوز ہوئے[2] کربلا پہونچ کر روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے[3]

(۴۱)

عبید اللہ بن یزید بن ثبیط قیسی

اپنے باپ کے دوسرے وہ فرزند تھے جنھوں نے نصرت امام حسینؑ

---

[1] ابصار العین صفحہ ۱۰۱ [2] طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۸ [3] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

کے لیے باپ کا ساتھ دیا اور یہ بھی اپنے بھائی کی طرح حملۂ اولی میں شہید ہوئے

(۴۲)

عقبہ بن صلت جہنی

"میاہ جہینہ" کے اعراب میں سے جو اثنائے راہ میں سے امام کے ساتھ ہو گئے تھے ایک یہ بھی تھے منزل زبالہ میں امام کے خطبہ کو سنکر جب دوسرے لوگ چلے گئے تو یہ امام کے ساتھ باقی رہے یہانتک کہ روز عاشور شہید ہوئے [۱]

علامۂ مامقانی کا بیان ہے کہ وہ صحابی رسولؐ اور راوی حدیث ہیں اور سفر عراق کے موقع پر امام کے ساتھ آئے تھے [۲]

(۴۳)

عمار بن ابی سلامہ دالانی

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ عمار بن ابی سلامہ بن عبداللہ بن عمران بن راس بن دالان ہمدانی، انھوں نے رسالتمآب کے زمانہ کا ادراک کیا اور علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ جمل۔ صفین۔ نہروان تینوں لڑائیوں میں شرکت کی اور کربلا میں حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ قتل ہوئے [۳]

ابن شہر آشوب نے ان کا نام حملۂ اولی کے مقتولین میں ذکر کیا ہے [۴]

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۱۵ [۲] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۲۵۴ [۳] اصابہ ج ۲ صفحہ ۱۱۱

[۴] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

۱۴۴۱

عمّار بن حسّان طائی

عمّار بن حسّان بن شریح بن سعد بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ظریف بن عمرو بن ثمامہ بن ذہل بن جذعان بن سعد بن طے۔

مخصوص و ممتاز شیعیان اہل بیت میں سے مشہور بہادر و جنگ آزما تھے ان کے باپ حسّان بن شریح امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے اور جنگ صفین میں حضرت کی نصرت میں شہید ہوئے۔

عمّار امام حسینؑ کے ساتھ مکہ معظمہ سے آئے تھے [۱] اور روز عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے [۲]

زیارت شہداء میں اُن پر سلام ہے السّلام علی عمار بن حسان بن شریح الطائی۔

اصحاب زمانہ ائمہ میں سے عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان بن صالح بن وہب بن عمّار بن حسّان بن شریح طائی جلیل القدر عالم اور فقیہ تھے۔ جو اپنے والد کے ذریعہ سے امام رضاؑ سے روایت رکھتے تھے اور کتاب القضایا والاحکام کے مصنّف تھے۔ وہ انہی عمّار بن حسّان کی اولاد میں سے تھے لیکن کتب رجال میں اُن کا نام اس موقع پر عامر بن حسان لکھا ہے۔ بہرحال یہ تصریح

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۱۱۳۔ [۲] مناقب ج ۴ صفحہ ۱۹

www.kitabmart.in

موجود ہے کہ ھوالذی قتل مع الحسین بکربلا [۱]

(۴۵)

عمرو بن ضبیعۃ بن قیس بن ثعلبہ ضبعی تیمی

یہ بہادر اور شہسوار اور جنگ کے میدانوں میں کارنمایاں انجام دیئے ہوئے تھے۔ شیخ طوسی نے اُنھیں اصحاب امام حسینؑ میں ذکر کیا ہے [۲]

عمر سعد کی فوج کے ساتھ میدان کربلا میں آئے اور پھر انصار امام حسینؑ میں شامل ہو گئے [۳] اور ابن شہر آشوب کی تصریح کے مطابق حملۂ اولےٰ میں شہید ہوئے۔ مناقب مطبوعہ بمبئی میں ان کا نام "عمرو بن مشیعہ" لکھا ہے [۴] لیکن یہ چھاپہ کی غلطی ہے۔

اسی بناء پر سپہر کاشانی نے مناقب ہی کے حوالہ سے جو شہدائے حملۂ اولےٰ کی فہرست درج کی ہے اس میں عمرو بن ضبیعہ ضبعی لکھا ہے [۵] اور ابصار العین نے بھی اس بارے میں مناقب کا حوالہ دیا ہے۔

(۴۶)

عمران بن کعب بن حارث اشجعی

ابن شہر آشوب نے حملۂ اولےٰ کے مقتولین میں محسوب کیا ہے [۶]

---

[۱] رجال کبیر صفحہ ۱۹۹ [۲] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۳۳۲ [۳] ابصار العین صفحہ ۱۱۳
[۴] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ [۵] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۶۷ [۶] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

زیارت میں اُن پر سلام بایں الفاظ ہے، السلام علی عمران بن کعب الانصاری
لیکن صاحب ناسخ نے زیارت کے الفاظ میں "عمر بن کعب" نقل کیا ہے
اور اُن شہداء کی فہرست میں بھی جنھیں مؤرخین و محدثین نے نہیں لکھا ہے اور
صرف زیارت میں اُن کا تذکرہ ہے یہی نام درج کیا ہے ؂

(۱۴۷)

قارب مولی الحسینؑ

قارب بن عبد اللہ بن اریقط لیثی دئلی، اُن کی ماں فکیہہ امام حسینؑ کی
حرم سرا میں جناب رباب مادر سکینہ کی کنیز تھیں اُن کی شادی عبد اللہ بن اریقط
کے ساتھ ہوئی جن سے قارب کی ولادت ہوئی۔ قارب اپنی ماں کی
ہمراہی میں امام حسینؑ کی کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور پھر کربلا آئے اور حملۂ اولی
میں قتل ہوئے ؂

زیارت شہداء میں ان پر سلام کیا گیا ہے۔ السلام علی قارب مولی
الحسینؑ بن علیؑ ؂

اور صاحب ناسخ نے ان کا نام ان شہداء کے سلسلہ میں درج کیا ہے جنھیں
محدثین و مؤرخین نے ذکر نہیں کیا ہے اور صرف زیارت میں اُن کا تذکرہ ہے ؂

ؔ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۳۱۳ ؔ ناسخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹ ؔ تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۱۸
ؔ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹

www.kitabmart.in

(۴۸)

قاسط بن زہیر بن حارث تغلبی

یہ اور اُن کے دو بھائی جن کا تذکرہ بعد کو ہوگا۔ امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے اور حضرت کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے۔ اور پھر امام حسنؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حضرت نے حجاز کی طرف مراجعت فرمائی اس کے بعد یہ لوگ کوفہ میں قیام پذیر رہے جب امام حسینؑ کربلا میں وارد ہوئے تو یہ لوگ کسی طرح مخفی طریقہ سے امام کی خدمت میں پہونچے [۱] اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے [۲]

زیارت شہداء میں اُن پر سلام بھی موجود ہے۔

(۴۹)

قاسم بن حبیب بن ابی بشر ازدی

شیعیان کوفہ میں سے بہادر دلیر اور شہسوار تھے۔ شیخ الطائفہ نے ان کو اصحاب امام حسینؑ میں محسوب کیا ہے عمر سعد کے ساتھ کربلا آئے اور یہاں پہونچکر امام کے انصار میں ملحق ہو گئے اور روز عاشور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے [۳] زیارت شہداء میں ان پر سلام مذکور ہے۔ السلام علی قاسم بن حبیب الازدی

---

[۱] انصار الحسین صفحہ ۱۱۵ [۲] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ [۳] تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۱۸۱

www.kitabmart.in

صاحب ناسخ نے اُن کے نام کا ذکر ان شہداء کے ذیل میں کیا ہے جنھیں مورخین و محدثین نے نہیں لکھا ہے اور صرف زیارت سے اُن کا پتہ چلتا ہے لہ

(۵۰)

کردوس بن زہیر بن حارث تغلبی

اُن کے ایک بھائی قاسط بن زہیر کا تذکرہ ابھی ابھی ہو چکا ہے اور دوسرے بھائی مقسط کا حال بعد کو لکھا جائے گا۔ یہ تینوں بھائی اصحاب امیرالمومنینؑ میں سے تھے اور حضرت کے ساتھ لڑائیوں میں شرکت کی۔ کربلا میں خفیہ طریقہ پر نصرت امام حسینؑ کے لیے آئے اور حملۂ اولیٰ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ٢ہ

زیارت شہداء کے پیش نظر نسخہ میں سلام کے الفاظ یہ ہیں۔ السلام علی قاسط وکرش ابنی زہیر التغلبیین

صاحب ناسخ نے بھی زیارت کے الفاظ یہی نقل کیے ہیں بلکہ اتنا اور اختلاف ہے کہ "زہیر" کے بجائے "ظہیر" لکھا ہے۔ اُنھوں نے مناقب ابن شہر آشوب سے حملۂ اولیٰ کے مقتولین کی جو فہرست نقل کی ہے اُس میں

لہ ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۷۹ ٢ہ ابصار العین صفحہ ۱۱۵

سلہ ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۳۱۴

www.kitabmart.in

ہی کرش بن ظہیر کے بعد ظہیر" کا نام لیا ہے ۱؎ لیکن مناقب کے مطبوعہ نسخہ
یں یہ موجود نہیں ہے۔ قاسط کا نام ہے مگر اُن کی ولدیت مثل دیگر کتب کے
زہیر" ہی لکھی ہے اس لیے میں اُسے ناسخ کی غلطی ہی سمجھتا ہوں۔

(۱۵۱)

کنانہ بن عتیق تغلبی

کنانہ بن عتیق بن معاویہ بن جماعت بن قیس تغلبی کوفی شجاعان روزگار یں
سے۔ عابد و زاہد انسان اور حافظ قرآن تھے۔ میں نے اُن کے حالات
"تذکرہ حفاظ شیعہ" میں لکھے ہیں۔ وہ لڑائی چھڑنے سے پہلے کربلا میں امام کے
پاس پہونچے ۲؎ اور روز عاشور حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے ۳؎
زیارت شہداء میں ان پر سلام مذکور ہے السلام علی کنانۃ بن عتیق

(۱۵۲)

مجمع بن زیاد عمرو جہنی

یہ "میاہ جہینہ" کے اعراب میں سے تھے اثنا دراہ یں جو امام کے ساتھ
ہو گئے تھے اور منزل زبالہ کے خطبہ کو سنکر اُن کا کثیر مجمع متفرق ہوگیا مگر مجمع بن زیاد
امام کے ہمراہ رہے اور روز عاشور شہید ہوئے ۴؎

۱؎ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۶۷ ۲؎ تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۴۲
۳؎ مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ ۴؎ ابصار العین صفحہ ۱۱۵

www.kitabmart.in

پہلے اُن کا گھوڑا زخمی ہو کر قتل ہوا پھر چند آدمیوں کو قتل کر کے دشمنوں میں گھر گئے اور قتل ہو گئے [۱] یہ صورت حملۂ اولیٰ کے حالات کے بالکل مطابق ہے [۲]

(۵۳)

مسعود بن حجاج تیمی

کوفہ کے بڑے مشہور شیعہ اور لڑائیوں میں کام کئے ہوئے تھے [۳] تنقیح المقال نے انھیں اصحاب امام حسینؑ میں درج کیا ہے [۴] وہ اپنے فرزند عبدالرحمٰن بن مسعود کے ساتھ جن کا ذکر پہلے آچکا ہے عمر سعد کی فوج کے ساتھ آئے تھے پھر ساتویں محرم کو [۵] امام کے پاس سلام کرنے کے لیے آئے تو پھر واپس نہیں گئے [۶] حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے [۷]

زیارت شہداء میں ان کا اور ان کے فرزند کا ایک ساتھ تذکرہ ہے۔

السلام علیٰ مسعود بن الحجاج وابنہ۔ اُسے زیارت کی روایت میں سپہر نے بھی اسی صورت سے نقل کیا ہے [۸]

مگر حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں صاحب مناقب کی زبانی بیٹے کے بجائے باپ ہو گیا۔ یعنی پوتے کی جگہ دادا نے چھین لی۔ چنانچہ مسعود بن حجاج کے نام کے بعد

[۱] تنقیح المقال ج ۳ ص ۵۳ [۲] محاربۂ کربلا ص ۱۲۷ حالات حملۂ اولیٰ [۳] تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۱۳ [۴] ابصار العین ص ۱۱۲ [۵] تنقیح المقال ج ۳ ص ۲۱۲ [۶] ابصار العین ص ۱۱۲ [۷] مناقب ج ۴ ص ۹۹ [۸] ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۲۶۴

www.kitabmart.in

ھا ہے۔ "و دیگر پرورش حجاج" ؎۱

مجھے ایک "متقل انسان" کی حیثیت دیکھتے ہوئے اس پر کوئی تعجب نہیں۔

شک وہ افراد اسے دیکھیں جو صاحب ناسخ کی محققانہ حیثیت پر ایمان لائے ہوئے ہیں

(۵۴)

مسلم بن کثیر اعرج

اتنے ہی الفاظ میں اُن کا نام رجال شیخ طوسی میں اصحاب امام حسینؑ کی

ہرست میں درج ہے لیکن اُن کا نام و نسب حسب ذیل ہے۔

مسلم بن کثیر بن قلیب صدفی ازدی' قبیلہ "از دشنواہ" میں سے۔ اعرج یعنی

لنگ تھے۔ جنگ جمل میں امیرالمومنینؑ کی نصرت میں شریک جنگ رہے اور

پنڈلی پر تیر پڑا جس کا اثر ہمیشہ رہا۔ اُنھوں نے زمانہ رسالتمآبؐ کا ادراک بھی

کیا تھا؎۱ کوفہ سے نصرت امام حسینؑ کے لیے روانہ ہوئے اور کربلا میں آگر قدمبوس

ہوئے ؎۲ حملۂ اولی میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے ؎۳

ناسخ میں مناقب کے حوالہ سے شہداء حملۂ اولی میں اُن کا نام اسلم بن کثیر

ازدی اعرج لکھا ہے ؎۵

اس کا ماخذ زیارت شہداء کا پیش نظر نسخہ ہے جس میں سلام اس طرح ہے

؎۱ ناسخ ج ۶ صفحہ ۲۶۵ ؎۲ تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۱۵ ؎۳ ابصار العین صفحہ ۱۰۸

؎۴ مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹ ؎۵ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۳۶۸

www.kitabmart.in

السلام علی اسلم بن کثیر الازدی

صاحب ناسخ نے بھی زیارت کو اسی صورت سے نقل کیا ہے بلکہ اس میں "الازدی" کے بعد الاعوج" کی لفظ کا اضافہ کیا ہے جو "الاعرج" کی خرابی ہے لیکن یہ سب روایتی تحریفیں ہیں جن کی اصل وہی ایک ہے۔"

(۱۵۵)

مقسط بن زہیر بن حارث تغلبی

یہ اور ان کے دو بھائی قاسط اور کردوس جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اصحاب امیر المومنینؑ میں تھے اور حضرت کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے۔ کربلا میں خفیہ طریقہ پر نصرت امام حسینؑ کے لیے آئے اور حملہ اولی میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے لہ

رجال شیخ طوسی میں ان کا ذکر اصحاب امام حسینؑ میں موجود ہے۔ بیشک علامہ مامقانی کا یہ تعجب حق بجانب ہے کہ زیارت شہدا میں قاسط اور کردوس ان کے دونوں بھائیوں پر سلام موجود ہے لیکن ان کا کوئی ذکر نہیں لہ ممکن ہے یہ راویوں کے خزن و اسقاط کا نتیجہ ہو۔

(۵۶)

منج بن زیاد

لہ ابصار العین صفحہ ۱۱۵ لہ تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۴۲

www.kitabmart.in

علامۂ مامقانی زیارت رجبیہ سے ان پر سلام کا حوالہ دیتے ہیں اور یہ کہ ان کا نام وہاں "منیح بن زیاد" ہی درج ہے لیکن رجال شیخ طوسی میں اصحاب امام حسینؑ کے ذیل میں "منیع بن رقاد" لکھا ہے [1]

(۵۷)

نصر بن ابی نیزر

ابو نیزر نجاشی بادشاہ حبشہ یا کسی اور ملک عجم کے بادشاہ کی نسل سے تھے بچپنے میں شرف اسلام سے بہرہ اندوز ہونے کا شوق پیدا ہوا، رسالتمآبؐ کی خدمت میں لائے گئے اور اسلام لائے۔ حضرت نے ان کی تربیت کی۔ آپ کی وفات کے بعد وہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں رہے اور آپ کے ایک مملوکہ نخلستان میں اصلاح و تربیت پر مامور ہوئے۔ کامل میں ان کے حالات کا تذکرہ ہے اور ان کی زبانی ایک خاصی طویل روایت امیر المومنینؑ کے چشمہ برآمد کرنے اور اُسے وقف کرنے کے بارے میں درج کی گئی ہے۔

ان کے فرزند نصر نے کمسنی اور نوجوانی امیر المومنین اور امام حسنؑ کیساتھ گذاری اور آخر میں امام حسینؑ کی غلامی میں رہے یہانتک کہ سفر عراق میں حضرت کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا آئے۔ حملۂ اولی میں اُنکا گھوڑا کام آیا

---

[1] تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۵۲

www.kitabmart.in

پھر وہ خود درجہ شہادت پر فائز ہوئے [۱]

ابن شہر آشوب نے حالات امیر المومنینؑ کے ذیل میں غلاموں کی فہرست میں سعد اور نصر کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "قتل مع الحسین"
امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے [۲]

(۵۸)

نعمان بن عمر وازدی راسی

کوفہ کے باشندہ، اصحاب امیر المومنین میں سے تھے اور امیر المومنین کے ساتھ جنگ صفین میں شریک بھی ہوئے تھے۔ شیخ طوسی نے ان کا نام اصحاب امام حسینؑ میں درج کیا ہے [۳] ان کے بھائی حلاس بن عمر وازدی کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔

کربلا میں دونوں بھائی عمر سعد کی فوج کے ساتھ آئے اور شرائط صلح رد ہونے پر آکے امام سے ملحق ہوئے [۴] حملہ اولیٰ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے [۵]

(۵۹)

نعیم بن عجلان انصاری

نعیم بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی الخزرجی،

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۵۴، ۵۵ [۲] مناقب ج ۳ صفحہ ۱۶۲ [۳] تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۷۳
[۴] ابصار العین صفحہ ۱۰۹ [۵] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

اور اُن کے دو بھائی نضر اور نعمان اصحاب امیر المومنینؑ میں سے تھے اور جنگ صفین میں کارنمایاں انجام دیے تھے اور یہ تینوں شجاعان روزگار اور شعرا میں سے تھے۔[۱]

نعمان بن عجلان کو امیر المومنینؑ نے عمرو بن ابی سلمہ مخزومی کی معزولی کے ساتھ بحرین کا حاکم مقرر کیا۔[۲] نضر اور نعمان دونوں نے امام حسنؑ کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا اور نعیم کوفہ میں قیام پذیر رہے۔ جب امام حسینؑ سرزمین عراق پر پہونچے تو وہ کوفہ سے نکل کر خدمت امام میں آئے[۳] اور روز عاشورا حملۂ اولیٰ میں شہید ہوئے۔[۴]

زیارت شہداء میں اُن پر سلام ہے۔ السلام علی نعیم بن عجلان الانصاری

یہاں پر حملۂ اولیٰ کے پچاس شہداء کی تعداد پوری ہو گئی۔ مذکورہ بالا تفصیل اس اجمالی فہرست سے کافی اختلاف رکھتی ہے جو "محاربہ کربلا" میں درج کی گئی تھی یہ تجدید نگاہ اور ذوق تحقیق کا لازمی نتیجہ ہے آئندہ کے ایڈیشن میں اس فہرست کو اسی تفصیل کے مطابق کر دینا چاہیے۔

اب وہ لوگ ہیں جو حملۂ اولیٰ کے بعد سے نماز ظہر تک شہید ہوئے۔

---

[۱] تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۷۴ [۲] نہج البلاغہ مطبوعہ مصر ج ۲ صفحہ ۶۶

[۳] تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۲۷۴ [۴] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۹

www.kitabmart.in

(۶۰)

بکر بن حی بن تیم اللات بن ثعلبہ تیمی

عمر سعد کی فوج کے ساتھ کربلا آئے تھے مگر جنگ چھڑنے کے بعد توفیق الٰہی دستگیر ہوئی اور امام حسینؑ کے ساتھ آکر شریک جہاد ہوگئے۔ حملۂ اولیٰ کے بع درجۂ شہادت پر فائز ہوئے [1]

(۶۱)

عمرو بن جنادہ بن کعب خزرجی

ان کے باپ جنادہ بن کعب کا تذکرہ حملۂ اولیٰ کے مقتولین میں ہو چ ہے۔ عمرو بن جنادہ کا میدان کربلا میں تو دس برس کا سن تھا [2] ان کی شہادت واقعہ میں نے "محاربۂ کربلا" میں تفصیل سے لکھا ہے۔

بچہ کا خدمت امام میں آکر طالب رخصت ہونا اور امام کا توقف فرمانا یہ کہنا کہ اس کے قتل سے اس کی ماں کو تکلیف پہونچے گی اور بچہ کا کہنا کہ مج میری ماں ہی نے بھیجا ہے اور مجھے جنگ کا لباس انھوں ہی نے پہنایا ہ یہ تمام اس روایت کے اجزا ہیں جو عام طور سے مسلم بن عوسجہ کے فرزند کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور عام طور سے ذاکرین کی زبان پر آیا کرتی ہے اس کے متعلق میں نے سابق میں مسلم بن عوسجہ کے حالات میں تبصرہ کیا

---

[1] ابصار العین صفحہ ۱۱۳ [2] تنقیح المقال ج ۲ صفحہ ۳۲۷

www.kitabmart.in

عمرو بن جنادہ کے قتل ہونے پر دشمنوں نے اُن کا سر کاٹ کر خیام حسینی کی طرف پھینکدیا۔ بیوہ ماں نے فرزند کا سر اُٹھالیا اور شاباشی دی پھر اس سر کو فوج دشمن کی طرف پھینکدیا اور خود عمود خیمہ لیکر میدان جنگ میں آگئی۔ امام نے اسے گوارا نہ کیا اور اس عورت کو خیمہ کی طرف واپس کرادیا۔

ابن شہر آشوب نے عمرو بن جنادہ کے بعد ایک دوسرے نوجوان کی طرف اس واقعہ کو منسوب کیا ہے۔ انھوں نے جنادہ بن حارث انصاری کی شہادت کے بعد اُن کے فرزند کے واقعہ کو صرف اس جملہ میں ختم کیا ہے کہ

ثم برز ابنہ فاستشهد	پھر اُن کا فرزند میدان جنگ میں آیا اور
ثم برز فتی قائلا:۔	شہید ہوا (یعنی) پھر ایک جوان میدان میں
امیری حسین ونعم الامیر	آیا یہ رجز پڑھتا ہوا کہ امیری حسین
سرور فواد البشیر النذیر	ونعم الامیر، الخ

اور اس روایت کے تتمہ میں درج کیا ہے کہ اس جوان کا سر کاٹ کر اس کی ماں کی جانب پھینکدیا اور وہ میدان جنگ میں آگئی ۔[1] اس میں رخصت کے وقت کی صورت امام کا اجازت دینے سے انکار کرنا اور بچہ کا کہنا کہ میری ماں نے بھیجا ہے یہ سب مذکور نہیں۔

صاحب ناسخ نے اس گمنام جوان کی شہادت کا عمرو بن مطاع جعفی

---

[1] مناقب ج ۴ صفحہ ۹۵

www.kitabmart.in

کی شہادت کے بعد تذکرہ کیا ہے اور وہاں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس جوان کا باپ میدان جنگ میں قتل ہو چکا تھا اور وہ ماں کے کہنے سے میدان جنگ میں آیا اور امام نے منع کیا اس لحاظ سے کہ اس کی ماں اس کو برداشت نہ کر سکے گی اور جوان نے کہا کہ میری ماں ہی نے مجھ کو بھیجا ہے۔ وہ میدان جنگ میں آیا اور وہی رجز پڑھی۔ امیری حسین ونعم الامیر الخ

پھر اُس کا سر قلم کر کے خیام حسینی کی طرف پھینکا گیا اور ماں نے اُٹھا لیا پھر فوج دشمن کی طرف پھینک دیا اور خود میدان جنگ میں آ کر لڑنے لگی۔ لیکن امام نے واپس بلا لیا [1]

اب یہ روایت بالکل عمرو بن جنادہ والی روایت سے متحد ہو گئی۔ مگر انھوں نے عمرو بن جنادہ کی شہادت کا تذکرہ پھر اس کے بعد ان کے باپ جنادہ بن حارث کی شہادت کے بعد کیا ہے۔ اور ان کی ایک بالکل خاص انداز کی رجز بھی لکھی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے

اضق الخناق من ابن هند وارمه　　من عامه بفوارس الانصار [2]

یہ اشعار بالکل رجز کے انداز سے علٰحدہ ہیں اور ذوق سلیم اُن کی صحت سے انکار رکھتا ہے

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۳ [2] ناسخ ج ۶ صفحہ ۲۷۴

www.kitabmart.in

(۶۴)

یزید بن حصین مشرقی

کوفہ کے رہنے والے بڑے عبادت گذار انسان اور شجاع و بہادر تھے۔ شیخ طوسی نے اُنھیں اصحاب امام حسینؑ میں محسوب کیا ہے۔ جناب مسلم بن عقیل کے کوفہ آنے پر اُن کی بیعت کی اور مسلم کے قتل ہونے پر یہ کوفہ سے باہر نکلے اور امام حسینؑ سے جا کر ملحق ہوئے۔ کربلا میں جب فرزند رسول پر پانی بند کیا گیا تو یزید بن حصین نے امام سے اجازت طلب کی کہ عمر سعد کے پاس جا کر پانی کے باب میں گفتگو کریں۔ امام نے اجازت دی۔ وہ عمر سعد کے پاس آئے اور گفتگو کی جو ناکام ہوئی۔ آخر اپنی جگہ پر واپس آئے روز عاشورہ نماز ظہر کے قبل جہاد کر کے شہید ہوئے لہ

زیارت شہداء میں اُن پر سلام بایں الفاظ ہے۔

السلام علی یزید بن حصین الھمدانی المشرقی القاری المجدّل بالمشرقی

صاحب ناسخ نے تمام ان کا اُن شہداء میں درج کیا ہے جنھیں مورخین محدثین نے نہیں لکھا ہے اور صرف زیارت میں اُن کے نام کا تذکرہ ہوا ہے ۲ہ مجھے بعض قرائن کی بناء پر یہ شبہہ پیدا ہو رہا ہے کہ یزید بن حصین نام کے کوئی شہید نہیں تھے بلکہ یہ "بریر بن خضیر" ہمدانی کے نام کی مغلوط صورت ہے

لہ تنقیح المقال ج ۳ صفحہ ۳۳۵ ۲ہ ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۷۹

www.kitabmart.in

ممکن ہے آیندہ میرا یہ شبہہ یقین کا درجہ حاصل کرلے اور یہ نام بالکل ساقط ہو جائے۔

(۱۶۳)

حبیب ابن مظاہر اسدی

نام و نسب حبیب بن مظاہر بن رئاب بن اشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو بن قیس بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد کنیت ابوالقاسم۔ قبیلہ کے لحاظ سے اسدی فقعسی کہلاتے تھے اور عرب کے مشہور شہسوار شاعر ربیعہ بن حوط بن رئاب کے چچازاد بھائی تھے۔

طبقہ ابن کلبی کی روایت کے مطابق وہ صحابی تھے اور رسولؐ کی زیارت کی تھی[۱] شیخ طوسی نے اُنھیں اصحاب امیرالمومنینؑ اور پھر اصحاب امام حسنؑ اور اصحاب امام حسینؑ تینوں بابوں میں درج کیا ہے[۲]

باپ کے نام کی تحقیق حبیب کے باپ کا نام جو زبان زد خلائق ہے وہ "مظاہر" الف کے ساتھ مگر بعض اقوال اس کے خلاف ہیں۔

فاضل سماوی لکھتے ہیں (مظہر) بضم المیم و فتح الظاء المعجمة بزنة محمد علی الاشہر ویضبط بالطاء المھملة فی بعض الاصول ومضی علی السن و فی الکتب مظاہر وھو خلاف المضبوط فقد یماسہ

---

[۱] ابصار العین صفحہ ۵۶ [۲] تنقیح المقال ج ۱ صفحہ ۲۵۲ [۳] ابصار العین صفحہ ۶۱

www.kitabmart.in

(یعنی (مظہر میم کے ضمہ۔ ظاء کے فتحہ کے ساتھ "محمد" کے وزن پر ہے جیساکہ زیادہ تر مشہور ہے اور بعض ماخذوں میں اس کی "مطہر" طاے غیر منقوطہ کے ساتھ تعیین کی گئی ہے۔ اور عام طور سے زبانوں پر اور کتابوں میں "مظاہر" جاری ہے۔ لیکن یہ اس لفظ کی قدیم تعیین کے خلاف ہے۔

اس کے بالکل برخلاف رجال ابن داؤد میں حبیب کا نام درج کرتے ہوئے ان کو "ابن مظاہر" لکھا ہے۔ اور دوسرے قول کو تضعیفی شکل سے اس طرح لکھا ہے کہ قیل مظہر بفتح الظاء وتشدید الهاء وکسرها (یعنی) کہا گیا ہے کہ مُظہّر ظاء کے فتح اور ہاء کے تشدید اور کسرہ کے ساتھ ہے۔ پھر پہلے قول کی اس طرح تقویت کی ہے کہ والاول بخط الشیخ رحمۃ اللہ لیکن اول (مظاہر) خود شیخ طوسی کے قلم کی تحریر میں درج ہے۔

شہید ثانی کے حواشی خلاصہ میں لکھا ہے قال ابن طاؤس انہ وجدہ مظاهر بخط عمید الرؤساء

"سید ابن طاؤس کا بیان ہے کہ "مظاہر" میں نے کاتب ابن عمید کے قلم کی تحریر میں دیکھا ہے"۔

اس کی تصریح سید ابن طاؤس کی کتاب "تحریر طاؤسی" کے حاشیہ پر موجود ہے۔

علامہ مامقانی نے اس موقع پر اچھا محاکمہ کیا ہے۔ انھوں نے شیخ الطائفہ

www.kitabmart.in

اور عمید الرساء کی قلمی تحریروں کے اسناد پر "مظاہر" کو اصح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ زیادہ تر مشہور زبانوں پر جاری اور زیارات میں منقول یہی ہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ قدیم نسخوں میں جہاں جہاں "مظہر" لکھا تھا اس سے مقصود بھی مظاہر ہی تھا جیسا کہ "اسماعیل" کے بجائے "اسمٰعیل" اور "اسحاق" کے بجائے "اسحٰق" اور "قاسم" کے بجائے "قسم" اور "حارث" کے بجائے "حرث" لکھنے کا رواج رہا ہے کہ کتابت میں الف نہیں لکھا جاتا اور قرائت میں پڑھا جاتا ہے[۱]

صاحب ناسخ نے اپنا تاریخی اجتہاد اس کے خلاف صرف کیا ہے لیکن اُن کا مستند اس باب میں صرف رجز کا قافیہ ہے اُن کی رجز جو تاریخوں میں مذکور ہے یہ ہے۔

انا حبیب و ابی مظاهر فارس هیجاء و حرب تسعر

انتم اعد عدة و اکثر و نحن اوفی منکم و اصبر

و نحن اعلی حجة و اظهر حقا و اتقی منکم و اعذر[۲]

وہ لکھتے ہیں "ازیں ارجوزہ کہ از حبیب مرقوم شد معلوم میشود کہ مظہر نام داشتہ چہ مظاہر خوانیم با سائر مصرعہا قافیہ نخواہد داشت چہ رعایت الف تاسیس در نزد عرب از شرائط صحت قافیہ است بر خلاف عجمان کہ

---

[۱] تنقیح المقال ج ا صفحہ ۲۵۳ [۲] تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۲۵۱

www.kitabmart.in

شرط نمید لقد واللہ اعلم [۱]

لیکن یہ استدلال اُن کا بہت کمزور ہے اوّل تو روایتی نقطۂ نظر سے اُن رجزوں کو جو جنگ کے میدانوں میں مختلف پہلوانوں کی طرف منسوب ہیں اتنا تاریخی اعتبار حاصل نہیں ہے جتنا دوسرے واقعات کو۔ اس کے قرائن شواہد بہت ہیں جن کے لکھنے کے لیے اس وقت تیار نہیں ہوں۔ دوسرے میدان جنگ کے رجز ہمیشہ وقتی حیثیت سے اور صرف ایک جوشِ قلبی کے مظاہرہ یا ایک رسم کے ادا کرنے کی صورت سے ہوا کرتے تھے۔ ان میں نہ شاعرانہ ہنر مندیوں کا لحاظ ہوتا تھا اور نہ ہر جنگ آزما مردِ میدان کے لیے شاعری کے فن میں کامل ہونے کی ضرورت تھی۔ اسی بنا پر اس کے لیے بحر "رجز" منتخب کی گئی جس میں لاانتہا وسعت حاصل ہے اور سیدھے ٹیڑھے آڑے بیڑے الفاظ بھی سب اس میں آکر موزوں ہو جاتے ہیں۔ شعرا نے اس بحر کو اسی بنا پر فن شاعری کی سلیقہ مندیوں سے اس درجہ اجنبی سمجھا کر اس کا نام "حمار الشعراء" رکھ لیا اور قصائد وغیرہ کے لیے جو شاعری کے کارناموں کا میدان ہیں اس بحر سے بہت کم کام لیا۔

تیسرے الفِ تاسیس کا لحاظ عربی میں اگرچہ پاپسامعنی ضروری ہے کہ اگر قافیہ مبنی بر الفِ تاسیس قرار دیا گیا ہے جیسے عالم قائم دائم وغیرہ،

---

[۱] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۳۶۸

www.kitabmart.in

تو اس میں ایسا قافیہ نہیں ہونا چاہیے جس میں الف نہ ہو لیکن اس کے برعکس اگر قافیہ بلا تاسیس ہے اور صرف وہی اس میں بنیاد قافیہ ہے تو اس میں شاذ و نادر طریقہ پر ایسے الفاظ کا آجانا جن میں الف موجود ہے ممنوع نہیں ہے۔ اس صورت میں اس الف کا بصورت "تاسیس" لحاظ ہی نہیں کیا جاتا بلکہ صرف نظر روی پر رکھی جاتی ہے۔

مثلاً مظعم۔ علیم۔ خضرم۔ وغیرہ کے قوافی میں "عالم" آجانا شعرائے عرب کے کلام میں معدوم النظیر نہیں ہے۔ اس لیے شعرائے عرب کے کلام سے مثالیں پیش کرنے کے بجائے خود اسی ناسخ کے باب المراثی میں سے بعض مثالیں پیش کردینے پر اکتفا کی جاتی ہے

ملاحظہ ہو۔ سیّد مرتضیٰ علم الہدیٰ کا مرثیہ جس کا مطلع یہ ہے۔

خلیلی من شہر المحرم عالنی　　　مصاب لہ عینای اسبلتا دما

یہاں الف موجود ہے لیکن اس کے بعد کا شعر ہے

و ذلت رقاب المسلمین لاجلہ　　　وھدّی قوی الاسلام منصرو ھدما

اس کے بعد آخر تک کہیں الف نہیں ہے۔

شیخ مفیعی کا مرثیہ جو مقتل عالم سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کا مطلع ہے۔

لم ابك ربعا للاحبة قد خلا　　　وعفا وغیرہ الجدید وا لبلا

لیکن اسی قصیدہ میں یہ شعر ہے۔

تبکی علی تکدیر دھر ما صفا　　　من بعدہ و قمیر عیش ما حلا

www.kitabmart.in

نیز یہ شعر ؎

م انزلت ای بمعنی ارشہ   قد کان یخفیہا النبیّ اذ اتلا

پھر یہ شعر ؎

وفی فئۃ مثل البدور کواملا   عرض المحاق بہا فاضحت افلا

شیخ محمود طریحی کا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

ہجوعی قتلان اذی علیّ محرّم   اذا ہل فی دور الشہور محرّم

اس قصیدہ میں یہ بھی ہے ؎

ہم العروۃ الوثقی ہم معدن التقیٰ   ہم الشرف السامی ونور الہدیٰ ہم

نیز یہ شعر ؎

اخی ذوّد الولہی سکینۃ نظرۃ   فمہجتہا حرّیٰ وعبرتہا دم

پھر اگر "تسہر" "اعبس" کے قوافی کے ساتھ "مظاہر" آجائے تو کونسا ارضی وسماوی انقلاب ہو جائے گا۔ کیا اتنے کمزور دلائل پر تاریخی نتائج کی بنیاد قائم ہوسکتی ہے اور ان شواہد کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے جو "مظاہر" کی صحت کو ثابت کررہے ہیں۔

اوصاف وخصوصیات | حبیب ابن مظاہر میثم تمار اور رشید ہجری کی طرح امیرالمومنینؑ کے اُن صحابۂ باختصاص میں سے تھے جنھیں امیرالمومنینؑ سے خاص طور سے علوم باطنی اور اسرار کی تعلیم دی تھی جس کی بنا پر اُن لوگوں نے

www.kitabmart.in

آپس میں ایک دوسرے سے اس کے طریقہ شہادت کو پیشین گوئی کے طور سے بیان کیا اور اطلاع دی [1]

عام طور سے یہ مشہور ہے کہ حبیب بن مظاہر امام حسینؑ کے بچپنے کے رفیق تھے لیکن اس کا کوئی تاریخی ثبوت اب تک پیش نظر نہیں ہے۔

بعض ارباب مقاتل نے جو امام حسینؑ کا خط ان کے نام نقل کیا ہے اس میں اُن کے نام کے ساتھ "الرجل الفقیہ" کے الفاظ ذکر کیئے ہیں لیکن اس خط کی روایت کا بھی تاریخی اعتبار کوئی نہیں۔

بہر حال اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ حبیب بن مظاہر کی شخصیت اصحاب امام حسینؑ میں خاص امتیاز رکھتی تھی جس کے شواہد خود اسی کتاب میں ابھی سامنے آئیں گے جیسے سب سے پہلے خط میں جو امام حسینؑ کے نام شیعیان اہل کوفہ کی طرف سے گیا تھا اُن کے نام کا سلیمان بن صرد وغیرہ کے ناموں کے ساتھ خصوصیت سے مذکور ہونا۔ امام کا اُنھیں میسرہ کا افسر بنانا میدان جنگ میں مبارزطلبی کے سلسلہ میں دشمن کی طرف سے اُن کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جانا۔ اُن کی شہادت سے امام حسینؑ کے چہرہ پر خاص طرح کی شکستگی کا طاری ہونا۔ یہ باتیں یقینی اُنھیں ایک بلند درجہ کا مالک ثابت کرتی ہیں جو عام اشخاص کو حاصل نہیں ہوا کرتا۔

---

[1] رجال کشی صفحہ ۵۰ - ۵۲

www.kitabmart.in

کوفہ کا پہلا خط سب سے پہلے جب معاویہ کے انتقال کی خبر کوفہ میں پہونچی اور امام حسینؑ کو کوفہ کی طرف بلانے کا خیال بعض دماغوں میں پیدا ہوا تو سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر شیعیان کوفہ کا اجتماع ہوا۔ اس موقع کی پوری تفصیل میں نے "قاتلان حسینؑ کا مذہب" میں لکھی ہے۔

اس جلسہ کی روئداد سے ظاہر ہے کہ اس موقع پر حبیب بن مظاہر موجود تھے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اس جماعت میں نمایاں ذمہ دارانہ حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ جب یہ رائے قرار پائی کہ خط امام کے نام لکھا جائے تو حسب ذیل عبارت تحریر کی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	
الحسین بن علی بن سلیمان بن	یعنی ،بنام حسینؑ بن علی از جانب
صرد والمسیب بن نجبۃ و رفاعۃ	سلیمان بن صرد۔ مسیب بن نجبہ
بن شداد و حبیب بن مظاہر	رفاعہ بن شداد و دیگر شیعیان مومنین
و شیعۃ من المومنین و مسلمین	و مسلمین از اہل کوفہ۔
من اھل الکوفۃ الخ	

یہ خط عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ بھیجا گیا اور امام کو دسویں ماہ رمضان کو مکہ معظمہ میں پہونچا۔[1]

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۷

www.kitabmart.in

یہ ظاہر ہے کہ تمام مجمع میں جو نمایاں، معزز اور ممتاز اشخاص تھے اور جنھیں امام حسینؑ کے ساتھ تعلقات خصوصی حاصل تھے انھیں کے نام صراحۃً ذکر ہوئے ہیں اور دوسرے افراد کو "شیعۃ من المومنین و مسلمین" کے تحت میں داخل کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالاسم اشخاص میں سے سلیمان بن صرد خزاعی ہیں جو اخیار و افاضل میں سے صحابی رسول اور راوی احادیث تھے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہو چکے تھے ؎۱ مسیب بن نجبہ بھی صاحب ادراک ہیں۔ قادسیہ اور فتوح عراق میں شرکت کی ؎۲ ابن عساکر نے ان کی صحابیت کا بھی اظہار کیا ہے ؎۳

رفاعہ بن شداد بجلی اصحاب امیر المومنینؑ و امام حسنؑ میں تھے اور اُن لوگوں میں سے ہیں کہ جنھوں نے ابو ذر کے دفن میں شرکت کی تھی جنکے لیے پیغمبرؐ کی بشارت موجود تھی ؎۴

لقیناً ان لوگوں کے ساتھ حبیب ابن مظاہر کے نام کا صراحۃً ذکر ہونا اسی بنا پر ہو سکتا ہے کہ یہ بھی اسی پایہ کے مالک اور اسی مرتبہ کے حامل تھے اور عام جماعت شیعہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے

؎۱ اصابہ ج ۲ ص ۶۲ ؎۲ اصابہ ج ۳ ص ۴۹۵ ؎۳ اصابہ ج ۳ ص ۴۸۹
؎۴ تنقیح المقال ج ۱ ص ۴۳۲

www.kitabmart.in

جلسہ میں تقریر جب حضرت مسلم کوفہ میں وارد ہوئے اور مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے مکان میں فروکش ہوئے تو سب سے پہلا اجتماع شیعوں کا جو ہوا اس میں جناب مسلم نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا اس موقع پر سب سے پہلی تقریر عابس بن ابی شبیب شاکری نے کی تھی جو ان کے حالات میں تمام دکمال درج کی جائے گی۔ خلاصہ اس کا یہ تھا کہ میں دوسرے اشخاص کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا اور آپ کو کسی دھوکے میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا مگر جہانتک میری ذات کا تعلق ہے میں ہر طرح امداد کے لیے آمادہ ہوں۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر حبیب ابن مظاہر کھڑے ہوئے اور تائید کی حیثیت سے عابس کو شاباشی دی اور کہا کہ کتنے مختصر الفاظ میں تم نے حقیقت حال اور اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کر دیا ہے پھر جناب مسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

وانا واللہ الذی لا الہ الا ھو علیٰ مثل ما ھذا علیہ — اور میں بھی قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی ارادہ پر قائم ہوں جو انھوں نے ظاہر کیا ہے۔[1]

دشمن کو نصیحت حبیب بن مظاہر برابر ایسے مواقع کے منتظر رہتے تھے جن میں وہ دشمن کے ساتھ گفت و شنید کر سکیں اور نصیحت کے فرض کو انجام دیں۔ چنانچہ جب عمر بن سعد نے قرۃ بن قیس حنظلی کو امام حسینؑ کے پاس

---

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۱۹۹

www.kitabmart.in

بصیغۂ مراسلت بھیجا ہے اور قرۃ بن قیس دور سے آتا دکھائی دیا امام نے پوچھا تم لوگ اس شخص سے واقف ہو؟ حبیب بن مظاہر نے کہا۔ جی ہاں یہ قبیلہ حنظلہ سے تمیمی شخص ہے اور اپنے ننھیالی رشتہ سے ہمارا عزیز بھی ہوتا ہے۔ میں اسے کافی سمجھدار انسان سمجھتا تھا اور ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ اس جنگ میں یہ آکر شریک ہوگا۔

وہ آیا اور امام کو ابن سعد کا پیغام پہونچایا جس کا حضرت نے مناسب جواب دیدیا۔ حبیب ابن مظاہر نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کہا۔

"ارے قرۃ بن قیس کہاں جا رہے ہو ظالم جماعت کی طرف اس بزرگ کی امداد کرو جس کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تم کو اور ہم کو اسلام کی عزت عطا کی"

قرہ نے کہا میں جواب پیغام کا جاکر کہدوں۔ اس کے بعد اس مسئلہ پر غور کروں گا۔[1]

اس تقریر کا اثر قرۃ کے دل پر ہوا ضرور۔ چنانچہ اس موقع پر جب حُربن یزید ریاحی فوج دشمن سے کنارہ کشی کرکے امام کے لشکر کی طرف آنا چاہتا تھا قرۃ بن قیس اس کے ساتھ تھا۔ حُر نے قرۃ کو پاس سے ہٹانے کے لئے کہا تم نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا؟ قرۃ نے کہا ابھی جاتا ہوں پانی

---

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۲۳۳ - ۲۳۴

www.kitabmart.in

بلائے لیتا ہوں یہ کہکر وہ ہٹ گیا اور حُر اپنی جگہ سے آگے بڑھ کے فوج حسینی کی طرف پہونچ گئے قرۃ کو اس کا بڑا غم رہا کہ حُر نے اپنا پورا ارادہ مجھ سے ظاہر نہ کیا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر حر مجھ سے اپنا پورا قصد ظاہر کر دیتے تو میں بھی ان کے ساتھ نصرت حسینؑ کے لئے چلا جاتا۔[۱]

اس تاسف اور اظہار رنج سے صاف ظاہر ہے کہ دل تو اُس کا اس احساس سے معمور ہو چکا تھا اور ضمیر اس کا آمادہ کر رہا تھا مگر اس میں قوت ارادی اتنی نہ تھی کہ وہ حُر کی طرح اس خیال کو عملی جامہ پہنا سکے وہ اس کے لئے سہارے کا محتاج تھا اور اس کی عملی کمزوری تھی جس نے سہارا نہ ہونے سے اس کے قدم سعی کو روک لیا۔

فوج مخالف سے گفتگو

نویں تاریخ کی شام کو جب اہل کوفہ نے دفعتہً امام کی طرف کا رخ کیا اور حملہ کر دیا اور امام نے جناب عباس کو اُنکے پاس مکالمہ کے لئے بھیجا۔ جناب عباس بیس سواروں کے ساتھ جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے اُن کے سامنے گئے اور دریافت کیا کہ تمھارا کیا مطلب ہے۔ جواب ملا کہ ابن زیاد کا حکم آگیا ہے کہ یا تم سے بیعت لی جائے اور یا جنگ کی جائے۔ جناب عباس یہ کہکر کہ میں امام سے دریافت کر لوں تو آکر جواب دوں۔ امام کی خدمت میں واپس آ گئے

---

[۱] طبری ج ۶ صفحہ ۳۴۴

www.kitabmart.in

دوسرے اصحاب سب وہیں کھڑے رہے۔ اتنے وقت کو حبیب نے بیکار جانے نہیں دیا۔ زہیر بن قین سے کہا کہ ان لوگوں سے کچھ گفتگو کرو اگر چاہو اور کہو تو میں کچھ بات چیت کروں۔ زہیر نے کہا کہ آپ نے اس کی تحریک کی ہے تو آپ ہی گفتگو بھی کیجئے۔ حبیب نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا۔

"سوچو تو! کتنا بُرا انجام ہوگا خدا کے یہاں اس جماعت کا جو اس کے سامنے جائے گی اس حالت میں کہ اس نے اولادِ رسول کا خون بہایا ہے اور ملک کے اُن عبادت گزاروں کو قتل کیا ہے۔ جو پچھلے پہر سے اُٹھنے والے اور کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے ہیں۔"

عزرہ بن قیس نے جو ایک خفیف الحرکات مسخرہ انسان تھا بات کو کاٹنے کے لیے پکار کر کہا کہ حبیب تم اپنی طرف ہر موقع پر اشارہ کرتے رہتے ہو کہ میں بڑا عبادت گزار ہوں۔ یہ بے موقع گستاخی سن کر زہیر کو غصہ آگیا اور کہا عزرہ اس میں رشک کا ہے کا۔ بیشک حبیب کا نفس ایسا ہے جس کا خدا نے تزکیہ کیا ہے اور اس کو صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا کی ہے[۱]

شمر کی گستاخی کا جواب جب امام حسینؑ نے صبح روز عاشور اپنا تاریخی یادگار خطبہ پڑھا ہے شمر نے انتہائی بے شرمی، بے حیائی اور کمینہ فطرتی سے پکار کر آواز دی کہ میں منافق ہوں اور خدا کی عبادت ایک حرف پر کرتا ہوں

---

[۱] طبری ج ۶ صفحہ ۲۳۷

www.kitabmart.in

(یعنی صرف زبانی) اگر کچھ میری سمجھ میں آ رہا ہو کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ اس گستاخی کا حبیب بن مظاہر نے جواب دیا۔

واللہ انی لاراک تعبد اللہ علی سبعین حرفا وانا اشھد انک صادق ماتدری مایقول قد طبع اللہ علی قلبک

بیشک خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی ستر حرفوں پر عبادت کرتا ہے (یعنی تیری عبادت مخلصانہ حیثیت سے یک رنگ نہیں بلکہ ہفتاد رنگ ہے) اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ

تو سچ کہتا ہے۔ تیری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ امام کیا فرماتے ہیں کیونکہ تیرے دل پر مہر لگ چکی ہے[۱]

بنی اسد سے امداد | حبیب ابن مظاہر نے شب عاشور امام حسینؑ علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ وہ جا کر اپنے قبیلہ بنی اسد سے جو اطراف میں مقیم ہیں۔ آپ کی امداد کی خواہش کریں۔ امام نے اجازت دی اور حبیب گئے۔ بنی اسد کے مجمع میں جا کر اُن کو وعظ و نصیحت کی اور انھیں نصرت امام پر ترغیب دلائی جس پر سب سے پہلے عبداللہ بن بشیر اسدی نے لبیک کہی اور پھر دوسرے لوگ بھی آمادہ ہوئے اور یہ سب حبیب کے ساتھ روانہ ہوئے مگر اس کی خبر عمر سعد کو ہو گئی اور اس نے پانچ سو سوار سد راہ ہونے کے لیے بھیج دیے جن کے مقابلہ کی اس جماعت کو تاب نہ ہوئی اور سب لوگ واپس چلے گئے۔ حبیب تنہا خدمت امام میں واپس پہونچ گئے[۲]

---

[۱] طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۳ [۲] ابصار العین صفحہ ۵۷-۵۸

www.kitabmart.in

سرداری کا منصب روز عاشور جب امام نے اپنی مختصر فوج کو ترتیب دیا تو اس موقع پر زہیر بن قین کو میمنہ کا افسر اور حبیب بن مظاہر کو میسرہ کا سردار مقرر کیا تھا۔[1]

ظاہری نگاہ میں اس سے زہیر بن قین کی فضیلت زیادہ ظاہر ہوتی ہے مگر بعض ارباب نظر نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میسرہ کا مقابلہ دشمن کے میمنہ سے ہوتا ہے اس لیے وہاں زیادہ قابل اعتبار اور طاقتور انسان کی ضرورت ہے۔

سبقت الی الجہاد پر آمادگی جنگ چھڑنے کے بعد سب سے پہلے جو دو پہلوان دشمن کی طرف سے نکلے ہیں وہ یسار اور سالم دو غلام تھے۔ انھوں نے مبارز طلبی کی ہے حبیب بن مظاہر اور بریر خضیر ہمدانی یہی دو جوان ہمت مشتاق شہادت تھے جو جست کر کے کھڑے ہو گئے تھے مگر امام نے ان کو منع کر دیا تھا جس کے بعد عبد اللہ بن عمیر کلبی اٹھ کھڑے ہوئے اور جا کر ان دونوں کا مقابلہ کیا۔

فوج حسینی میں حبیب اور زہیر اور بریر یہ چند ایسے مجاہد تھے جن کی دشمن کی فوج میں خاص شہرت تھی چنانچہ جب عبد اللہ بن عمیر مقابلہ پر نکلے اور ان دونوں پہلوانوں نے نام و نسب پوچھا اور معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ ہم تم سے واقف نہیں ہیں۔ ہمارے مقابلہ پر زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر کو آنا چاہیے جس پر عبد اللہ کو غصہ آگیا اور انھوں نے حملہ کر دیا۔[2]

---

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۰۔ [2] طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۵

www.kitabmart.in

مسلم بن عوسجہ سے گفتگو مسلم اور حبیب دونوں سی قبیلہ نبی اسد کے تھے ممکن ہے آپس میں اس کے علاوہ کچھ قرابت بھی ہو اور سن بھی دونوں مجاہدوں کا قریب ہی قریب تھا۔

جیسا کہ مسلم بن عوسجہ کے حالات میں لکھا جاچکا جب وہ مجروح ہو کر گرے اور امام اُن کے سرہانے تشریف لے گئے تو حبیب بھی حضرت کے ساتھ ساتھ تھے حبیب نے مسلم کو مبارکباد دی اور اس کے بعد یہ کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں بھی تمھارے بعد ہی تم سے آکر ملتا ہوں تو میں کہتا کہ کچھ وصیّت کرو تاکہ میں اس وصیّت کو پورا کروں اور جو تمھاری قرابت اور مذہبی خصوصیت کا حق ہے اُس کو ادا کروں۔ مسلم نے کہا اور کچھ نہیں یہی وصیّت ہے کہ ان کی نصرت سے ہاتھ نہ اُٹھانا اور اشارہ کیا امام حسینؑ کی طرف۔ حبیب نے کہا ضرور ایسا ہی ہوگا خدا کی قسم [۱]

نمازِ ظہر کا ہنگام اور حصین کی جسارت جب ظہر کا وقت آیا اور امام نے اپنے اصحاب سمیت نماز پڑھنے کا ارادہ کیا اور فرمایا فوج مخالف سے نماز پڑھنے کی مہلت لی جائے تو حصین بن تمیم نے جو عمر سعد کی فوج کا ایک افسر تھا پکار کر آواز دی کہ نماز پڑھنا ہو تو پڑھ لو مگر وہ قبول نہیں ہے۔

بس یہ سننا تھا کہ حبیب کو تاب نہ رہی۔ پکار کر کہا کہ "قبول نہیں ہے؟

---

[۱] طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۹

www.kitabmart.in

فرزند رسولؐ کی نماز تیرے خیال میں قبول نہ ہوگی اور تیری نماز قبول ہوگی اے شراب خوار حصین نے یہ سن کر حملہ کر دیا اور حبیب بھی مقابلہ پر آ گئے اُس کے گھوڑے کے منھ پر تلوار لگائی جس سے وہ الف ہو گیا اور حصین گر کر زمین پر آ گیا۔ دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر حلقہ میں لے لیا اور حبیب کے ہاتھ سے چھڑا کر لے گئے۔

جنگ اور شہادت اب حبیب میدان جنگ میں آ ہی چکے تھے۔ ایمان کا جوش اور شجاعت کی اُمنگ۔ دشمن کی جرأت و جسارت کا غصہ اور اس کے زندہ نکل جانے کا دوسرا غم و غصہ وہ یہ شعر پڑھنے لگے۔

اقسم لو کنا لکم اعدادا　　او شطرکم ولیتم اکتادا

یا شر قوم حسبا و ادا

(یعنی) میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اگر تعداد میں تمھارے برابر ہوتے یا تمھارے آدھے بھی ہوتے تو تم ہمارے سامنے سے یقینی بھاگ جاتے۔ اے بدترین خلق قوم حسب و نسب اور اخلاق کے لحاظ سے۔ پھر انھوں نے یہ رجز پڑھی۔

انا حبیب و ابی مظاھر　　فارس ھیجاء و حرب تسعر

انتم اعد عدۃ و اکثر　　و نحن اوفی منکم و اصبر

و نحن اعلی حجۃ و اظھر　　حقا و اتقی منکم و اعذر

(یعنی) میں حبیب ہوں اور میرے باپ کا نام مظاہر تھا میدان جنگ اور بھڑکتی ہوئی لڑائی کے ہنگام کا شہسوار ہوں۔ تمھاری تعداد ہم سے زیادہ اور لڑائی کا

www.kitabmart.in

سامان تمھارے پاس فراواں ہے مگر ہم اپنی بات کے زیادہ دھنی اور مشکلات کے زیادہ برداشت کرنیوالے ہیں۔ نیز حجت ہماری بالا اور حقیقت نمایاں اور فرائض کی پابندی زیادہ اور دامن صاف ہے۔"

آخری باتیں جو ذکر ہوئی ہیں تمام وہ ہیں کہ دل میں طاقت اور نفس میں اطمینان پیدا کرتی ہیں جن کے بعد انسان خطرات کو کوئی چیز نہیں سمجھتا۔ حبیب نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ ایک تمیمی پہلوان نے جس کا نام بدیل بن صریم تھا حبیب پر حملہ کیا حبیب نے فوراً ایک ضرب شمشیر میں اس کا کام تمام کیا لیکن اسی کے ساتھ بنی تمیم کے ایک دوسرے شخص نے ان پر نیزہ کا وار کر دیا جس سے وہ زمین پر آرہے ابھی وہ اُٹھنا چاہتے تھے کہ اُن کے پہلے کے شکست خوردہ حریف حصین بن تمیم نے ان کے سر پر تلوار لگائی جس سے وہ بیجان ہو کر گر گئے تمیمی شخص جس کے نیزہ نے حبیب کو گرایا تھا سر کاٹنے کے لئے قریب آیا حصین نے کہا میں انکے قتل میں شریک ہوں۔ تمیمی نے کہا نہیں کام میں نے کیا ہے

آخر حصین نے کہا کہ مجھے اتنا کر لینے دو کہ میں اُن کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں باندھ کر ایک دفعہ لشکر میں گردش کر لوں تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ میں نے ان کے قتل میں شرکت کی پھر تم اس سر کو لے لینا اور ابن زیاد کے پاس لیجانا وہاں سے جو انعام ملے اسمیں میں حصہ نہیں لوں گا" تمیمی نے انکار کیا مگر لوگوں کے کہنے سے راضی ہو گیا اور حصین نے ایک مرتبہ سر کو اپنے ساتھ لیکر فوج کے اندر گردش کر لی۔[1]

---

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۲۵۱-۲۵۲

www.kitabmart.in

اس طرح گویا اس نے اس شکست کی خفت کو مٹا دیا۔ جو اُسے حبیب کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔

امام پر اثر تاریخ کی روایت ہے کہ جب حبیب بن مظاہر قتل ہوئے تو امام حسینؑ پر شکستگی کے آثار نمودار ہو گئے اور آپ کی زبان پر کلمات حسرت و یاس جاری ہوئے [۱]

نوعمر فرزند کا جذبہ محبت قرار داد کے مطابق حصین بن تمیم سے اس دوسرے شخص نے حبیب کا سر لے لیا اور کوفے گیا پھر اپنے گھوڑے کی گردن میں آویزاں کر کے ابن زیاد کے قصر دار الامارہ کی طرف چلا۔ حبیب کا ایک نوعمر فرزند "قاسم بن حبیب"۔ جو ابھی پورے طور پر بالغ نہ ہوا تھا اس نے جو اپنے باپ کے سر کو دیکھا تو ایک عجیب جذبۂ بے قرار کے ساتھ اس سوار کے پیچھے ہو لیا جدھر جدھر وہ جاتا یہ بھی اس کے ساتھ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اُسے احساس پیدا ہوا اس نے کہا " صاحبزادے تم میرے ساتھ کیوں پھر رہے ہو" قاسم نے بتلایا کہ یہ میرے باپ کا سر ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم مجھے اسے دیدو کہ میں دفن کر دوں؟ اس نے کہا " امیر اس پر راضی نہیں ہو گا اور مجھے اس پر انعام حاصل کرنا ہے۔ یہ نشکر دہ بچہ مایوس ہوا اور رونے لگا اور اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

اس دن کی گھڑی اور پھر کئی برس کی مدت وہ بات اس بچہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب وہ جوان ہوا تو اس فکر میں رہنے لگا کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو

---

[۱] طبری ج ۶ صفحہ ۲۵۲

برائے ایصال ثواب
سید محبوب علی و سید جواد علی مرحومین
پسران سید حشمت علی مرحوم
سید واڑہ صفی پور، ضلع اناؤ

www.kitabmart.in

کسی طرح قتل کر ڈالوں یہاں تک کہ جب مصعب بن زبیر کا زمانہ ہوا اور مصعب نے "باجمیرا" میں جا کر عبدالملک بن مروان سے لڑائی کے سلسلہ میں چھاؤنی اپنی قرار دی تو حبیب کا فرزند مصعب کی فوج میں ملازم ہوگیا۔ اس نے یہاں اپنے باپ کے قاتل کو بھی دیکھا اور اس کے درپے ہوا کہ میں موقع پاکر اُسے قتل کروں یہانتک کہ ایک روز دوپہر کے وقت وہ اپنے خیمہ میں سو رہا تھا قاسم نے جاکر اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔[1]

صاحب ناسخ نے اس واقعہ میں جس تاریخی دیدہ ریزی سے کام لیا ہے وہ ملاحظہ ہو۔

"گفتہ اند بدیل بن صریم سر حبیب را برید و از گردن اسپ آویخت و بر نشست دبمکہ رفت و در مکہ پسر حبیب کہ ہنوز کودکے مراحق بود سر پدر را بشناخت بدیل را بکشت و سر پدر را ماخوذ داشتہ مدفون ساخت۔ و ایں سخن در نزد من بندہ استوار نمی افتد چہ در مکہ کسی نبود کہ بدیل بن صریم را بدیں کردار عطائی کند و جائزہ دہد۔ عبداللہ بن زبیر بن العوام کہ ایں ہنگام دعویدار خلافت بود با حبیب کینی و کیدی نداشت کہ بدیل ایں مسافت دراز را بپیماید و ہمہ جا سر حبیب علاقہ گردن اسپ داشتہ باشد اگر بطمع عطا بود البتہ بکوفہ میشتافت واللہ اعلم۔"[2]

---

[1] طبری ج ۶ صفحہ ۲۵۲ [2] ناسخ التواریخ ج ۶ صفحہ ۲۶۸

www.kitabmart.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۰	قاسم بن حبیب بن ابی بشر ازدی	۷۹	۵۸	نصر بن ابی نیزر	۸۵
۵۱	کردوس بن زہیر بن حارث		۵۹	نعمان بن عمر ازدی راسبی	۸۶
	تغلبی	۸۰	۶۰	نعیم بن عجلان انصاری	״
۵۲	کنانہ بن عتیق تغلبی	۸۱	۶۱	نمیر بن حی بن تیم اللات	
۵۳	مجمع بن زیاد بن عمرو جہنی	۸۱	۶۲	بن ثعلبہ تیمی	۸۸
۵۴	مسعود بن حجاج تیمی	۸۲	۶۲	عمرو بن جنادہ بن کعب	
۵۵	مسلم ابن کثیر اعرج	۸۳		خزرجی	״
۵۶	مقسط بن زہیر بن حارث تغلبی	۸۴	۶۳	یزید بن حصین مشرقی	۹۱
۵۷	منیع بن زیاد	۸۴	۶۴	حبیب ابن مظاہر اسدی	۹۲

امامیہ مشن لکھنؤ کی ممبری قبول فرما کر
نصرت اہل بیتؑ کا

فریضہ ادا کیجئے

پبلشر مرزا احمد حسین اسسٹنٹ سکرٹری امامیہ مشن نخاس لکھنؤ